﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یشاء☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً محمودا﴾(بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۳؍ستمبر ۱۹۹۹ء شمارہ ۳۶

۲۲؍جمادی الاول ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۳؍تبوک ۱۳۷۸ ہجری شمسی

توکل کا صحیح طریق

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کیا میں اونٹ کا گھٹنا باندھوں اور توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ دوں اور توکل کروں۔ فرمایا اس کا گھٹنا باندھو اور پھر توکل کرو (جامع ترمذی کتاب صفۃ القیامہ)

آپ احمدیت کے درخت کا پھل ہیں۔ خدا کرے کہ آپ کا میٹھا پھل سب کی نظر میں آجائے

چغل خوری، طعنہ زنی، فحش کلامی، زبان درازی، عیب جوئی، تجسس، غیبت، قومی تفاخر، بدظنی اور ایک دوسرے کی تحقیر جیسی برائیوں سے بچنے کے لئے آنحضرت ﷺ کی احادیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالے سے نہایت اہم نصائح

جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

اسلام آباد، ٹلفورڈ (۳۱؍جولائی): آج قبل از دوپہر گیارہ بج کر ۴۵ منٹ پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز خواتین کے جلسہ گاہ میں تشریف لے جاکر خواتین سے خطاب فرمایا۔ حضور انور کی تشریف آوری پر تلاوت قرآن کریم سے اجلاس کا آغاز ہوا جو مکرمہ شامہ سخاوت صاحبہ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرمہ طیبہ ظہیر حیات صاحبہ نے پیش کیا۔ پھر مکرمہ سلطانہ جہانگیر صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے منتخب اشعار پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے خواتین سے خطاب فرمایا:

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا۔ آج کا جو مضمون ہے اس کا ذکر عملاً اس تلاوت قرآن کریم میں گزر چکا ہے جو آپ کے سامنے پیش کی گئی تھی۔

مختلف ممالک سے خواتین کی نمائندگی: سب سے اول حضور نے اس اجلاس کی حاضری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے اس جلسہ میں چالیس (۴۰) ممالک سے خواتین شرکت کر رہی ہیں۔ جرمنی سے آنے والی خواتین کی تعداد تو ایک ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ ان کے شمار کا اندازہ ہمارے بس میں نہیں رہا۔ پاکستان سے بھی دو صد اکتالیس کی تعداد میں خواتین وہاں کی شدید گرمی میں سفر کے مصائب اٹھا کر یہاں پہنچی ہیں۔

انڈونیشیا سے باوجودیکہ وہاں بہت اقتصادی دباؤ تھا بیس خواتین کا وفد آیا ہے۔ فلسطین سے بھی پچیس خواتین کا ایک وفد یہاں پہنچا ہے۔ ان کی تعداد انڈونیشیا سے زیادہ ہے مگر انڈونیشیا بہت دور کا ملک ہے اور جیسا اقتصادی دباؤ وہاں ہے ویسا فلسطین میں نہیں ہے۔ مگر پھر بھی ان کی تعداد قابل احترام ہے۔ خدا کے فضل سے ساری اخلاص کے رنگ میں رنگین ہیں اور یہاں ایک نیا روحانی انقلاب برپا ہو رہا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس کے نتیجہ میں باقی فلسطینی سابقہ احمدی خواتین کی بھی اچھی تربیت ہو سکے گی۔

امریکہ سے ۱۰۰۔ اور کینیڈا سے ۸۸ کی تعداد میں خواتین کے اب تک پہنچنے کی اطلاع مل چکی ہے۔ اس کے علاوہ ناروے، ہالینڈ، قازقستان، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، کینیا، ہندوستان، جاپان، ماریشس، یوگنڈا، آسٹریلیا، سینیگال، بورکینا فاسو، نائیجیریا، سعودی عرب، ڈنمارک، فرانس، بلجیم، پولینڈ، غانا، یو۔اے۔ای (U.A.E)، ہانگ کانگ، اٹلی، آئرلینڈ، تھائی لینڈ، بوزنیا، تنزانیہ، بنگلہ دیش، گیمبیا، سپین، یمن، نیوزی لینڈ، عمان اور ساؤتھ افریقہ وغیرہ سے مختلف تعداد میں خواتین کو اس جلسہ میں شرکت کا موقعہ ملا ہے۔ الحمد للہ۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے اجلاس کے آغاز میں تلاوت کردہ سورۃ الحجرات کی آیات کے مضمون کے تسلسل میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعض نصائح پیش کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت بیان کی جس میں آپ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انسان بعض اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

احادیث نبویہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی بے پایاں مغفرت و رحمت کا تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۰؍اگست ۱۹۹۹ء)

ناروے (۲۰؍اگست): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۹؍اگست کو اردو کلاس کے ساتھ ناروے کے دورہ پر تشریف لائے۔ ۲۰؍اگست کو ناروے کے شمالی علاقوں کی سیر کے دوران Apdal کے مقام پر ایک کمیونٹی ہال میں حضور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ آل عمران کی آیات ۱۳۶، ۱۳۷ کی تلاوت کی جن میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا مضمون بیان ہے اور ذکر ہے کہ وہ لوگ جو کسی بدی کے مرتکب ہوں یا اپنے نفسوں پر کوئی ظلم کر بیٹھیں اور پھر وہ اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کریں تو ان کے لئے ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے احادیث نبویہ کے حوالہ سے اس مضمون کی مزید وضاحت فرمائی۔ چنانچہ بخاری شریف میں روایت درج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک ایسا شخص تھا جسے اللہ نے بہت سا مال عطا کیا تھا۔ اسے یہ احساس تھا کہ اس نے زندگی میں کوئی اچھا کام نہیں کیا چنانچہ مرنے سے پہلے اس نے اپنی اولاد کو نصیحت کی کہ مجھے جلا دینا پھر پیس کر میری راکھ کو تیز ہوا کے دن بکھیر دینا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ نے اسے اکٹھا کیا اور فرمایا کہ تمہیں کس بات نے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے کہا: تیرے خوف نے۔ اس پر اللہ نے اس کے ساتھ رحمت کا سلوک فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے اس حدیث کا بھی ذکر فرمایا جس میں ایک شخص کے ننانوے قتل کرنے کے بعد توبہ کا ذکر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول کرتے ہوئے اس سے رحمت کا سلوک فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے اس مضمون سے متعلق مختلف احادیث نبویہ کے بیان کے بعد آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس بھی پڑھ کر سنایا۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا انجام بخیر فرمائے۔ ☆☆☆

بے انتہاء درجات بلند کر دیتا ہے اور بعض اوقات وہ لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔ (بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان)

حضور نے فرمایا کہ انسان جو بات بے خیالی میں کرتا ہے بسا اوقات اس کی جڑیں دل میں پیوستہ ہوتی ہیں۔ اس لئے خود اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھا کرو کہ سب نیکیوں کی جڑ دل ہی میں ہوتی ہے۔

حضرت عقبہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ نجات کیسے حاصل ہو؟ آپؐ نے فرمایا اپنی زبان روک کر رکھو۔ تیرا گھر تیرے لئے کافی ہو (یعنی حرص سے بچو) اگر کوئی غلطی ہو جائے تو نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر معافی طلب کرو۔ (ترمذی ابواب الزھد)

حضور نے فرمایا کہ زبان کو روک رکھنے کا یہ مطلب ہے کہ جب زبان سے کوئی بات کہنی چاہو تو پہلے اس کو روک لیا کرو اور غور کر لیا کرو۔ جب واقعی وہ بات سچی ہو اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، کوئی فتنہ فساد، کوئی جھوٹ نہ ہو تو پھر وہ بات پیش کیا کرو۔

پھر فرمایا 'تیرا گھر تیرے لئے کافی ہو' اس میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی تربیت کے راز ہیں۔ وہ مائیں اور باپ جن کے گھروں میں ان کے بچوں کو سکون ملتا ہے وہی گھر ان کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ وہ باہر سے بھاگ اپنے گھروں میں آتے ہیں اور وہاں سکون حاصل کرتے ہیں۔ تو فرمایا کہ دوسروں کے گھروں کو بڑا دیکھو تو اس کی حرص نہ کیا کرو۔ تمہارا گھر ہی تمہارے لئے کافی ہونا چاہئے۔ اور فرمایا غلطی ہو جائے تو نادم ہوا کرو اور اللہ کے حضور گڑگڑا کر معافی مانگا کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بدترین آدمی تم اسے پاؤ گے جو دو منہ رکھتا ہے۔ ان کے پاس آکر کچھ کہتا ہے، دوسروں کے پاس جاکر کچھ کہتا ہے (یعنی بڑا منافق اور چغلخور ہے)۔

(مسلم کتاب البرّ والصلة)

حضور نے فرمایا پس اپنے متعلق آپ سب جائزہ لیتی رہیں کہ بات کرتے وقت کہیں اس بیماری کا تو شکار نہیں ہو جاتیں۔ ایک کے پاس جائے تو اسے خوش کرنے کے لئے اس سے کچھ اور باتیں کریں۔ دوسرے کے پاس جائیں تو اس کو خوش کرنے کے لئے اس سے کچھ اور باتیں کریں۔ یہ ایک بہت گہری بیماری ہے جس کی طرف حضرت رسول اللہ ﷺ نے توجہ دلائی۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چغل خور جنت میں نہیں جا سکے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الادب)

حضور نے فرمایا کہ بعض حدیثوں میں ذکر ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہنم میں عورتوں کو زیادہ دیکھا۔ اب عورتیں بے چاری تو ایسی ہیں کہ جن کے پاؤں تلے جنت بھی ہوتی ہے وہ خود کیسے جہنم میں جائیں گی۔ مگر ایک بیماری ایسی ہے جو اکثر عورتوں کو لاحق ہوتی ہے اور وہ چغلخوری ہے۔ اس لئے اگر آپ چغلخوری سے پناہ مانگتی رہیں گی تو یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو ان عورتوں میں داخل نہیں کرے گا جن کو زیادہ تعداد میں جہنم میں دیکھا گیا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا طعنہ زنی کرنے والا، دوسرے پر لعنت کرنے والا، فحش کلامی کرنے والا، یاوہ گو، زبان دراز، مومن نہیں ہو سکتا۔

(ترمذی کتاب البر والصلة)

یعنی یہ ساری باتیں وہ ہیں جو ایمان کے منافی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ لعنت تو قرآن کریم نے بھی ڈالی ہوئی ہے اور مباہلہ میں بھی ڈالی جاتی ہے مگر وہ لعنت اور رنگ کی لعنت ہے۔ روزمرہ کی باتوں میں یونہی لعنت ڈالتے پھرنا یہ وہ عادت ہے جو سچے مومن میں نہیں ہوا کرتی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر باآواز بلند فرمایا کہ اے لوگو! تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا انہیں میں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کا کھوج لگاتے پھریں ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر کے اس کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ (ترمذی ابواب البرّ والصلة)

حضور نے فرمایا کہ ان پر حکمت نصائح پر عمل کرنے سے سارے معاشرہ کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اگر دوسروں کے عیب تلاش کرو گے تو اتنا بھی تو خیال کرو کہ تمہارے اندر بھی تو عیب ہیں جو خدا کی ستاری کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں۔ جب تم لوگوں کے عیب نکالو گے تو اللہ یہ پردہ اٹھا لے گا اور تمہارے وہ عیب لوگوں کو دکھائی دینے لگ جائیں گے جو اس سے پہلے دکھائی نہیں دیتے تھے۔

ایک روایت حضرت ابوہریرہؓ سے یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو انسان کو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر وہ بھول جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنکھ میں تو شہتیر نہیں پڑ سکتا۔ پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی برائی بھائی کی دکھائی دے رہی ہے اس سے بہت زیادہ برائی تمہاری آنکھ میں مضمر ہے۔ اس برائی کو تم دیکھ نہیں سکتے کیونکہ تمہارے اندر نہاں ہے اس لئے جب غیر کی کوئی برائی دکھائی دے تو فوراً جس طرح گیند اچھل کر واپس آتا ہے اس طرح تمہاری نظر اچھل کر واپس اپنے نفس کا مطالعہ شروع کر دے اور یہ کھوج لگائے کہ ویسی ہی برائی یا اس سے بہت زیادہ برائی تو میرے دل میں نہیں۔ یہ مضمون وہ ہے جس کے متعلق بہادر شاہ ظفر کو ایک بہت عارفانہ کلام کی توفیق ملی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے ☆ مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

یعنی انسان کا کیا حال ہے کہ ہر وقت دوسرے کی بدی کی تلاش میں رہتا ہے اور اپنی بدی اسے دکھائی نہیں دیتی۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو، اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو، اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، دشمنی نہ رکھو، بے رخی نہ برتو۔ جس طرح اس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، وہ اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ اسے حقیر نہیں جانتا۔ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ یعنی مقام تقویٰ آپ کا دل ہے۔ ایک انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان کی تین چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کا خون، اس کی آبرو اور اس کا مال۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی خوبصورتی کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کو اور نہ تمہارے اموال کو بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں پر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، اپنے بھائی کے خلاف جاسوسی نہ کرو، دوسروں کے عیبوں کی ٹوہ میں نہ لگے رہو، ایک دوسرے کے سودے نہ بگاڑو، اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

(مسلم باب تحریم الظن و بخاری کتاب الادب)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہاں ایک ذکر ہے، ایک دوسرے کے سودے نہ بگاڑو، اس سودے نہ بگاڑنے کا تعلق ایک اور بات سے بھی ہے۔ جو بیاہ شادی کی باتیں ہوتی ہیں اور رشتے تجویز ہوتے ہیں اور دونوں طرف سے گفتگو ہوتی ہے یہ بھی ایک سودا ہے۔ اور بعض لوگوں کو عادت ہے کہ وہ اچھا رشتہ کہیں ہوتا دیکھ نہیں سکتے اور حسد کے نتیجہ میں اس فریق کے پاس پہنچتے ہیں جس پر ان کا اثر ہو اور کہتے ہیں کہ یہ جو رشتہ ہے اس میں فلاں مخفی دبی ہوئی خرابی موجود ہے، یا اس بچی کا پہلے بھی رشتہ ہوا تھا اور اس کو چھوڑا گیا تھا تو کیوں چھوڑا گیا تھا اس طرف بھی توجہ کرو۔ اس طرح وہ لوگ سودے بگاڑتے ہیں اور اس کی آئے دن مجھے شکایتیں ملتی رہتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے نتیجہ میں معاشرہ دکھوں سے بھر گیا ہے۔ اتنی تکلیف ہوتی ہے یہ سوچ کر کہ کیوں بگاڑتے ہیں۔ ان کا حرج کیا ہے۔ اگر کسی کی اچھی جگہ شادی ہو جائے تو اس کو اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہئے۔ مگر بعض پاکستان سے جرمنی لکھ کر بتاتے ہیں کہ جہاں تم نے رشتہ کیا اس میں یہ خرابی ہے۔ بعض امریکہ لکھتے ہیں بعض افریقہ بھی لکھ دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی بچیوں کے لئے دعا کیا کریں اللہ نیک انجام کرے اور سب کو اچھے رشتے عطا فرمائے۔ جانا تو سب نے خدا کے حضور ہے مگر اچھے حال میں جائیں کہ جہاں خدا کی یہ آواز اٹھ رہی ہو کہ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِيْ وَادْخُلِي جَنَّتِيْ۔ اے وہ روح جو مجھ سے راضی ہو اور جن سے میں راضی ہوں۔ میرے عباد میں داخل ہو جاؤ اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضور نے فرمایا کہ یہاں ضمناً ایک نکتہ سمجھاتا ہوں جو عورتوں کے لئے بہت ہی اعلیٰ درجہ کا نکتہ ہے کیونکہ روحوں کی کوئی جنس نہیں ہوا کرتی۔ عورتوں کی روحیں ہوں یا مردوں کی روحیں ہوں۔ ایک ہی جنس ہے اور وہ جنس تانیث میں بیان ہوئی ہے۔

حضور نے فرمایا یہ مرد عورت کی تفریق صرف دنیا میں ہے۔ سب مرد اور سب عورتیں ایک ہی ہو کر اللہ کے حضور حاضر ہونگے اور جنت میں جو بھی ان کے لئے نعمتیں ہیں وہ اور مضمون کی نعمتیں ہیں۔ اس میں مرد عورت کا کوئی ذکر نہیں۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تشریحات میں سے چند پیش کیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: "غیبت کرنے والے کی نسبت قرآن کریم میں لکھا ہے کہ گویا وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ افسوس ہے کہ خصوصاً ہندوپاک کی عورتوں میں یہ بیماری زیادہ ہے"۔ حضور نے فرمایا کہ ہندوپاک سے مراد یہاں بنگلہ دیش بھی ہے اور بھی ملکوں میں ہو گی لیکن بہرحال کہہ سکتے ہیں کہ ایشیائی مزاج۔ "اور غیبت کی مجلس میں بہت مزا آتا ہے"۔ "اسی طرح عورتوں میں دوسری عورتوں پر فخر کرنے اور شیخی بگھارنے کی عادت بھی عموماً مردوں سے زیادہ پائی جاتی ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ "عموماً" کہہ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے انصاف سے کام لیا ہے۔ یہ عادت مردوں میں بھی پائی جاتی ہے اور بعض مردوں میں تو بہت زور سے پائی جاتی ہے مگر اگر تناسب دیکھیں تو بسا اوقات آپ کو یہ بھی دکھائی دے گا کہ عورتوں میں مردوں کی نسبت یہ عادت زیادہ ہے۔ "پھر اپنی قومیت پر فخر کرنا۔ کسی دوسری عورت کے متعلق کہنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا ہم سے نیچی ذات کی ہے۔ نیز اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہو تو بعض دفعہ امیر عورتوں کو جو اچھے لباس میں ملبوس ہوں، آنکھوں ہی آنکھوں میں یہ پیغام دے دیتی ہیں کہ ذرا اس عورت کی طرف بھی دیکھو کپڑے کیسے بھونڈے ہیں"۔

حضور نے فرمایا کہ یہ پیغام دینا عورتوں ہی کو آتا ہے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

"شیخ عجم"

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہید افغانستان

کے سوانح حیات (۱۸۵۳ء - ۱۹۰۳ء)

(سید میر مسعود احمد۔ربوہ)

(ساتویں قسط)

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب کی قادیان سے افغانستان کو واپسی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مولوی صاحب خوست علاقہ کابل سے قادیان میں آکر کئی مہینہ میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اس کے جب آسمان پر یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پاچکا کہ وہ درجہ شہادت پاویں تو اس کے لئے یہ تقریب پیدا ہوئی کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۴۹ مطبوعہ لندن)

اسی طرح فرمایا: "اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کے بعض شاگرد بیان کرتے ہیں کہ جب وہ وطن کی طرف روانہ ہوئے تو بار بار کہتے تھے کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کے لئے میرے خون کی محتاج ہے"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۵۳،۵۴ مطبوعہ لندن)

☆......☆......☆

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب کو مع ایک گروہ کثیر الوداع کہنے کے لئے دور تک بٹالہ کی سڑک پر تشریف لے گئے۔ آخر جب حضرت صاحبزادہ صاحب رخصت ہونے لگے تو وہ سڑک پر حضور کے قدموں میں گر پڑے اور جدائی کے غم کے مارے ان کی چیخیں نکل گئیں اور زار زار رونے لگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو بڑی مشکل سے اٹھایا اور تسلی دی اور رخصت کیا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۴۱۔ روایت نمبر ۷۱۵۔ ایڈیشن اپریل ۱۹۳۹ء)

☆......☆......☆

حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبزادہ صاحب واپس افغانستان جانے لگے تو وہ کہتے تھے کہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں اب زندہ نہیں رہوں گا۔ میری موت آن پہنچی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس ملاقات کو آخری ملاقات سمجھتے تھے۔ رخصت ہوتے وقت وہ حضور کے قدموں میں گر کر زار زار رونے لگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں اٹھنے کے لئے کہا اور فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ مگر وہ حضور کے قدموں پر گرے رہے۔ آخر آپؑ نے فرمایا اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب۔ اس پر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی حسرت کے ساتھ رخصت ہوئے۔

(سیرت المہدی حصہ اول روایت نمبر ۳۶۰ ایڈیشن ۱۹۳۹ء)

جب صاحبزادہ صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت ہوئے تو اس وقت سید احمد نور بھی موجود تھے۔ انہوں نے اس وقت حضور کی خدمت میں عرض کی کہ وہ تو حضور کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے قادیان میں ہی رہنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضورؑ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم صاحبزادہ صاحب کے ساتھ چلے جاؤ۔ بعد میں تم قادیان آجاؤ گے۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۱۴)

☆......☆......☆

حاجی محمد صدیق صاحب پٹیالوی بیان کرتے ہیں:

صاحبزادہ شہید عبداللطیف مرحوم جب قیام دارالامان سے واپس کابل جانے لگے تو ان کی سواری کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رتھ منگوایا۔ حضور خدام کے ساتھ ان کو وداع کرنے کے لئے پیدل چلے اور خالی رتھ ساتھ ساتھ آتا گیا۔ جب حضور نہر کی طرف پہنچے تو رتھ کو ٹھہرا لیا اور اس کے پاس کھڑے ہو کر صاحبزادہ صاحب سے گفتگو کرتے رہے۔ اس دوران میں صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ مجھے مرنے کا تو کچھ فکر نہیں ہاں میرے لئے استقلال کی دعا فرمائیں تا اللہ تعالیٰ مجھے ثابت قدم رکھے۔ وہ باتیں کرتے جاتے تھے اور زار زار رو رہے تھے۔ اس دوران دفعۃً حضور کے پاؤں پر گر پڑے۔ اس پر حضور خود جھکے اور شہید مرحوم کے دونوں شانوں کے نیچے اپنے دست مبارک ڈال کر انہیں اٹھایا اور فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب ایں جائز نیست۔ ان کے اٹھنے پر حضور نے دعا کی اور انہیں رخصت فرمایا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۵)

☆......☆......☆

میاں اللہ یار صاحب ٹھیکیدار ساکن بٹالہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کو الوداع کہنے موڑ تک گئے تو واپسی پر ایک جوہڑ کے پاس آکر ٹھہر گئے اور اپنے اصحاب سے کہا کہ وہ شہزادہ صاحب کے خاتمہ بالخیر کے لئے دعا مانگیں۔ چنانچہ حضور نے ان کے لئے بڑی لمبی دعا کی۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے حضرت صاحبزادہ صاحب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ عیدالاضحیٰ کے بعد قادیان سے روانہ ہوں۔ اس سال عید ۱۱/مارچ ۱۹۰۳ء کو ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب قادیان سے واپس اپنے وطن کی طرف ۱۱/مارچ کو یا اس کے بعد روانہ ہوئے تھے۔

(البدر ۱۳/مارچ ۱۹۰۳ء۔ و ۲۰/مارچ ۱۹۰۳ء۔ ملفوظات جلد پنجم مطبوعہ لندن)

☆......☆......☆

جناب قاضی محمد یوسف صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف قادیان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت ہو کر براستہ لاہور، کیمبل پور، کوہاٹ، ٹل اپنے وطن خوست واپس گئے تھے۔

(تاریخ احمدیہ سرحد صفحہ ۹۲۔ مطبوعہ ۱۹۵۹ء)

☆......☆......☆

مولوی عبدالستار خان صاحب نے بیان کیا کہ جب صاحبزادہ عبداللطیف صاحب قادیان سے خوست واپس جارہے تھے تو راستہ میں میں نے ان سے کہا کہ وہاں آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا "من نہ میرم" اور یہ بھی کہا "موت با من نہ آئید"۔ جب آپ شہید ہو گئے تو رویا میں مجھے ان کی زیارت ہوئی۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ تو کہتے تھے موت با من نہ آئید۔ انہوں نے جواب میں فرمایا "کارہائے خدا ازیں ہم عظیم است"۔

واقعہ سنگساری کے متعلق میں نے دریافت کیا کہ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ فرمایا مجھے کوئی دکھ نہیں ہوا اور میں نے کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ مجھے خواب میں نظر آئے تو میں نے انہیں پہلے سے زیادہ خوش پایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت کی ملاقات کا نتیجہ تھا۔

(الحکم ۱۴/دسمبر ۱۹۳۵ء)

☆......☆......☆

سید احمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب واپسی کے سفر میں قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔ لاہور چند روز ایک گمٹی بازار کی مسجد میں ٹھہرے جو میاں چراغ الدین صاحب کے مکان کے پاس تھی۔ لاہور میں بعض لوگ آپ کو ملنے آئے۔ وہ چکڑالوی عقیدہ رکھتے تھے اور اپنے عقائد پیش کر کے آپ کی رائے دریافت کی۔ آپ نے فرمایا ایسا عقیدہ رکھنے والا مجنون ہے اور اگر قصداً ایسا عقیدہ کرتا ہے تو کافر ہے۔ لاہور میں آپ نے بعض کتابیں خریدیں اور ان کی جلدیں بندھوالیں۔ لاہور میں چند روز قیام کیا پھر وہاں سے بذریعہ ریل روانہ ہوئے۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۹،۱۰)

راستہ میں جہاں بھی قیام ہوتا تو جن لوگوں سے ملاقات ہوتی ان سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ضرور کرتے۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ دوم صفحہ ۲۰)

☆......☆......☆

کوہاٹ سے بنوں کا سفر ٹم ٹم کے ذریعہ کیا۔ ٹم ٹم میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے۔ عصر کی نماز کا وقت ہوا تو اتر کر باجماعت نماز پڑھائی۔ اس دوران میں شدید بارش شروع ہو گئی لیکن آپ نے پرواہ نہ کی اور نماز پڑھتے رہے۔ خرّم مقام میں ایک سرائے میں قیام کیا۔ وہاں آپ نے ایک بکری منگوا کر ذبح کی اور کھانا تیار کروایا۔ خود بھی کھایا اور سرائے میں مقیم لوگوں کو بھی کھلایا۔ صبح آگے روانہ ہوئے یہاں تک کہ بنوں پہنچ گئے۔ بنوں میں آپ نے چند روز قیام فرمایا۔ واپسی کے سفر کے دوران حضرت صاحبزادہ صاحب نے ہمیں بتایا کہ مجھے الہام ہوتا ہے کہ "اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ"۔

(بیان سید احمد نور صاحب۔ شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۹ تا ۱۱)

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

"مولوی صاحب جب سرزمین علاقہ ریاست کابل کے نزدیک پہنچے تو علاقہ انگریزی میں ٹھہر کر بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال کو جو ان کا شاگرد تھا ایک خط لکھا کہ آپ امیر صاحب سے میرے آنے کی اجازت حاصل کر کے مجھے اطلاع دیں۔ تو امیر صاحب کے پاس بمقام کابل میں حاضر ہو جاؤں۔ بلا اجازت اس لئے تشریف نہ لے گئے کہ وقت سفر امیر صاحب کو یہ اطلاع دی تھی کہ میں حج کو جاتا ہوں۔ مگر وہ ارادہ قادیان میں بہت دیر تک ٹھہرنے سے پورا نہ ہو سکا اور وقت ہاتھ سے جاتا رہا...... قبل اس کے کہ وہ سرزمین کابل میں وارد ہوں اور حدود ریاست کے اندر قدم رکھیں احتیاطاً قرین مصلحت سمجھا کہ انگریزی علاقے میں رہ کر امیر کابل پر اپنی سرگزشت کھول دی جائے کہ اس طرح پر حج کرنے سے معذوری پیش آئی۔ انہوں نے مناسب سمجھا کہ بریگیڈیئر محمد حسین کو خط لکھا تا وہ مناسب موقعہ پر اصل حقیقت مناسب لفظوں میں امیر کے گوش گزار کر دیں اور اس خط میں یہ لکھا کہ اگرچہ میں حج کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا مگر مسیح موعود کی مجھے زیارت ہو گئی اور چونکہ مسیح کے ملنے کے لئے اور اس کی اطاعت مقدم رکھنے کے لئے خدا اور رسول کا حکم ہے اس مجبوری سے مجھے قادیان ٹھہرنا پڑا اور میں نے اپنی طرف سے یہ کام نہ کیا بلکہ قرآن اور حدیث کی رو سے اسی امر کو

ضروری سمجھا۔ جب یہ خط بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال کو پہنچا تو اس نے وہ خط اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا اور اس وقت پیش نہ کیا مگر اس کے نائب کو جو مخالف اور شریر آدمی تھا کسی طرح پتہ لگ گیا کہ یہ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کا خط ہے اور وہ قادیان میں ٹھہرے رہے۔ تب اس نے وہ خط کسی تدبیر سے نکال لیا اور امیر صاحب کے آگے پیش کر دیا۔ امیر صاحب نے بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال سے دریافت کیا کہ کیا یہ خط آپ کے نام آیا ہے۔ اس نے امیر کے موجودہ غیظ و غضب سے خوف کھا کر انکار کر دیا۔......... مولوی صاحب شہید نے کئی دن پہلے خط کے جواب کا انتظار کر کے ایک اور خط بذریعہ ڈاک محمد حسین کوتوال کو لکھا۔ وہ خط افسر ڈاکخانہ نے کھول لیا اور امیر صاحب کو پہنچا دیا۔

چونکہ قضاء و قدر سے مولوی صاحب کی شہادت مقدر تھی اور آسمان پر وہ برگزیدہ بزمرۂ شہداء داخل ہو چکا تھا اس لئے امیر صاحب نے ان کے بلانے کے لئے حکمت عملی سے کام لیا اور ان کی طرف خط لکھا کہ آپ بلا خطر چلے آؤ۔ اگر یہ دعویٰ سچا ہوگا تو میں بھی مرید ہو جاؤں گا۔

بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ خط امیر صاحب نے ڈاک میں بھیجا تھا یا دستی روانہ کیا تھا۔ بہرحال اس خط کو دیکھ کر مولوی صاحب موصوف کابل کی طرف روانہ ہو گئے اور قضاو قدر نے نازل ہونا شروع کر دیا"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن، جلد ۲۰ صفحہ ۴۹، ۵۰ مطبوعہ لندن)

اسی طرح فرمایا" مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے بار بار الہام ہوتا ہے"اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنِّی مَعَكَ اَسْمَعُ وَ اَرٰی۔ وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ مُعَنْبَرٌ مُعَطَّرٌ" اور فرمایا کہ مجھے الہام ہوتا ہے کہ آسمان شور کر رہا ہے اور زمین اس شخص کی طرح کانپ رہی ہے جو تپ لرزہ میں گرفتار ہو۔ دنیا اس کو نہیں جانتی یہ امر ہونے والا ہے۔

اور فرمایا کہ مجھے ہر وقت الہام ہوتا ہے کہ اس راہ میں اپنا سر دے دے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ لندن)

سید احمد نور صاحب کی روایت ہے کہ آپ بنوں میں کچھ عرصہ قیام کر کے سید گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دوڑ کے مقام تک ٹم ٹم میں سفر کیا۔ یہاں کے نمبردار نے آپ کی آمد پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور آپ کی ضیافت کی۔

صبح سید گاہ سے کچھ آدمی گھوڑے لے کر استقبال کے لئے آئے وہاں سے سوار ہو کر وطن کی طرف روانہ ہوئے۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۹ تا ۱۱)

☆......☆......☆

وطن میں آمد اور رشتہ داروں کو تبلیغ

جب حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب اپنے گاؤں سید گاہ کے قریب پہنچے تو آپ کے عزیز و اقارب نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ صاحبزادہ صاحب حج کر کے واپس آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں حج سے نہیں آیا بلکہ قادیان سے آیا ہوں جہاں ایک مقبول الٰہی مستجاب الدعوات شخصیت ہے جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور آپ لوگوں کو یہ خبر دیتا ہوں کہ وہ اپنے دعویٰ میں صادق ہے اس کا انکار نہ کرو بلکہ اسے تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ اور اس کی رحمتوں کے مورد اور وارث بن جاؤ۔ اس پر آپ کے رشتہ دار ناراض ہو گئے اور کہنے لگے اس شخص کی بابت ہم کو خبر ملی ہے کہ وہ کافر ہے (نعوذ باللہ) اور اس کے پیرو بھی۔ قادیان جانا بھی کفر ہے۔ آپ ان باتوں سے باز آ جائیں ورنہ اگر یہ امیر حبیب اللہ خان کے علم میں آیا تو وہ ہم سب کو قتل کروا دے گا۔

آپ نے فرمایا کہ مناسب ہے کہ تم یہ ملک چھوڑ کر بنوں چلے جاؤ وہاں ہماری زمین بھی ہے۔ یہ امر تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مامور کا انکار کرو ورنہ میں تمہارے لئے ایک ایسی بلا لایا ہوں کہ کبھی بھی تم اس سے بچ نہیں سکتے۔ میں تو اس بات سے ہرگز نہیں ٹلوں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مجھے اس کا پہنچانا لازم ہے۔ میں نے اپنا نفس، اپنا مال اور اپنی اولاد اس راہ میں دے دی ہے اور تم دیکھ لو گے کہ میں اور میرے اہل و عیال کس طرح اس راہ میں فدا ہوتے ہیں لیکن وہ لوگ آپ کی بات نہ مانے اور انکار کرتے رہے۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۱۱، ۱۲)

☆......☆......☆

علی الاعلان تبلیغ کا آغاز

حضرت صاحبزادہ صاحب کی واپسی کی خبر سن کر اس علاقہ کے رءوسا آپ کو ملنے آئے۔ آپ نے انہیں بھی بتایا کہ میں اس سال حج نہیں کر سکا بلکہ حج کو جاتے ہوئے ہندوستان میں ایک مقام قادیان میں گیا تھا وہاں ایک شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کا فرمان ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور اس نے مجھے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ میرا آنا خدا اور اس کے رسولؐ کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ میں وقت مقررہ پر آیا ہوں۔ اسے دیکھا اور اس کے حالات معلوم کئے۔ اس کے تمام اقوال اور افعال قرآن مجید کے مطابق ہیں اور اس کا دعویٰ سچا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اس کو مان لو اس سے تمہیں فائدہ ہوگا۔ اگر نہ مانو تو تمہارا اختیار ہے میں تو مان چکا ہوں۔ اس پر حاضرین نے کہا کہ صاحبزادہ صاحب آپ یہ باتیں نہ کریں اس سے پہلے امیر عبدالرحمٰن خان نے ان باتوں کو پسند نہیں کیا تھا اور مولوی عبدالرحمٰن خان کو قتل کروا دیا تھا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارے دو خدا ہیں۔ جتنا خدا سے ڈرنا چاہئے اتنا تم امیر سے ڈرتے ہو۔ کیا میں خدا کے حکم کو امیر سے ڈر کر نہ مانوں؟۔ کیا قرآن سے توبہ کر لوں یا حدیث سے دستبردار ہو جاؤں۔ اگر میرے سامنے دوزخ بھی آ جائے تو اس بات سے ہرگز باز نہیں آؤں گا۔

خوست کے حاکم نے بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ یہ باتیں نہ کریں لیکن آپ دلیری سے اپنے موقف پر قائم رہے۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ اول صفحہ ۱۱، ۱۲)

آپ کے رشتہ داروں اور برادری نے اعلان کیا کہ ہم صاحبزادہ صاحب سے متفق نہیں۔ ان کے عقیدہ کے خلاف ہیں اور بیزاری کے خطوط بھی لکھے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تم ایسا اعلان کرنے سے بچ نہیں سکتے۔ بہتر ہے کہ تم یہاں سے انگریزی علاقے میں بنوں چلے جاؤ ورنہ تمہیں میری وجہ سے بلا وجہ تکلیف ہوگی۔ لیکن برادری نے بیزاری کے اعلان کو کافی سمجھا اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے مشورہ کی پرواہ نہیں کی۔

(قلمی مسودہ صفحہ ۱۲۔ شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۱۱، ۱۲)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینجر)

حضرت الحاج حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں ایک شہر میں مدرس تھا۔ میرے پاس ایک دوست آ کر ٹھہرے۔ اس شہر میں پانی دریا سے لاتے ہیں کنوؤں کا رواج نہیں۔ دریا پر جانے کا راستہ مدرسہ کے سامنے کو تھا۔ دریا سے کچھ ہندو عورتیں پانی لا رہی تھیں۔ صاف ستھری ساڑھیاں باندھے خوبصورت لباس پہنے اور پیتل کی چمکدار گاگریں سروں پر رکھے آ رہی تھیں۔ ان کے پیچھے چند مسلمان عورتیں نیلے نیلے میلے میلے کپڑے پہنے اور مٹی کے کثیف گھڑے سروں پر رکھے آ رہی تھیں۔ میرے وہ دوست باہر کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے مجھ کو آواز دی کہ جلدی باہر آؤ۔ میں گھبرا کر جلدی سے باہر آیا تو مجھ سے کہا کہ کیا یہ پیچھے جانے والی ان اگلی جانے والیوں سے یہ کہہ سکتی ہیں کہ تم مسلمان ہو جاؤ"۔ (مرقاۃ الیقین صفحہ ۲۳۲)

☆......☆......☆......☆......☆

حضرت حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لڑائیوں میں اپنی بیوی عائشہ صدیقہؓ اور اپنی بیٹی فاطمہؓ کو بھی لے جاتے تھے۔ کسی تاریخ میں نہیں لکھا کہ یہ دونوں پکڑی گئی ہوں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی شکست نہیں کھائی۔ میں ایسی کہانیوں کو جھوٹ سمجھتا ہوں کہ نبی کریمؐ نے شکست بھی کھائی۔ میں کسی رسول کے قتل کا قائل نہیں۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا. غرض کہ میرا اعتقاد نہیں کہ کسی رسول کو شکست ہوئی ہو۔ چونکہ مجھ کو رسولوں سے محبت ہے اس لئے میں نے اپنی عمر میں کبھی شکست نہیں کھائی۔ بہت آدمیوں نے میرے قتل کے منصوبے کئے مگر ہمیشہ ناکام رہے"۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ ۲۳۲، ۲۳۳)

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

NIM AGENCIES CC
Importer / Exporter
Interested parties to do business with South Africa
Please contact: I.A.Chaudhry
Tel: 27-11-486 1796 Fax: 27-11-486 1803
e-mail: nimagencies@global.co.za
P.O.Box 1490 ROOSEVELT PARK 2129
Johannesburg. Republic of South Africa

خطبہ جمعہ

خلافت رابعہ کے دور کے بعض مزید شہداء کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۶/جولائی ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۶/وفا ۱۳۷۸ء ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ) بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿يَآاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْابِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۔ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾۔

(سورة البقرہ آیات ۱۵۴ تا ۱۵۵)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے مدد طلب کرتے رہو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

میری کوشش تو یہی تھی کہ تمام شہداء کا ذکر اس خطبے میں مکمل ہو جائے لیکن اب جو مختلف ذکر بعد میں مل رہے ہیں ان سب کو شامل کرنے کے بعد یہ مضمون اور بھی لمبا ہو گیا ہے اس لئے اس خطبے میں تو غالباً یہ ممکن نہیں ہو گا کہ اس مضمون کو ختم کیا جا سکے لیکن انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں جہاں جلسے پر آنے والے مہمانوں اور ان کو رکھنے والے میزبانوں کو ہدایات دی جاتی ہیں اس حصے کو ذرا مختصر کر کے باقی حصہ یہی شہداء کے مضمون کا چلے گا جو انشاء اللہ تعالیٰ پھر جلسہ سے پہلے پہلے اختتام پذیر ہو گا۔

سب سے پہلے **قاضی بشیر احمد صاحب کھوکھر ایڈووکیٹ شیخوپورہ** کی شہادت کا ذکر کرتا ہوں جو ۷/جنوری ۱۹۹۰ء کو ہوئی۔ قاضی بشیر احمد صاحب یکم ستمبر ۱۹۳۰ء کو قاضی کلیم احمد صاحب آف شیخوپورہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں آپ نے وکالت کا امتحان پاس کیا اور پنجاب بار کونسل کے ممبر بن گئے۔ آپ بڑے مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ تنگدستی کے باوجود وصیت کے چندہ کی ادائیگی اور جماعتی ذمہ داریاں خوب نبھاتے تھے۔ ۱۹۷۴ء میں مسجد ہنجراں والا کے خطیب اللہ دتہ اور دوسرے مولویوں نے ایک احمدی خاتون کی تدفین کے وقت بہت شور مچایا کہ ایک کافرہ عورت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ مفسدین کی اسی ہنگامہ آرائی کے دوران آپ کسی کام سے گھر سے باہر نکلے تو انہوں نے آپ کو گھیر لیا اور شدید زدوکوب کرنے کے بعد آپ کو ایک تندور میں پھینک دیا۔ مگر عورتوں کے شور مچانے پر کچھ آدمیوں نے آپ کو تندور سے باہر نکال لیا اور آپ اعجازی طور پر بچ گئے بلکہ جولائی ۱۹۸۸ء کے جلسہ سالانہ لندن میں بھی شمولیت کی توفیق پائی۔

مولویوں کی شرارتیں جاری رہیں۔ ۲۰/اکتوبر ۱۹۸۹ء کو ایک بیرنگ خط میں آپ کو احمدیت نہ چھوڑنے کی صورت میں چک سکندر کا حوالہ دے کر قتل کی دھمکی دی گئی۔ اس خط کے وصول ہونے کے تین ماہ بعد ایک دن شہید مرحوم کچہری بند ہونے کے بعد اپنی سائیکل پر گھر آ رہے تھے کہ کمپنی باغ شیخوپورہ میں داخل ہوتے ہی موٹر سائیکل پر سوار دو اشخاص نے آپ پر چاقوؤں کے متعدد وار کئے اور فرار ہو گئے اور آپ کسی علاج سے پہلے ہی اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے اور شہادت کا رتبہ پالیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ساٹھ سال تھی اور آپ بطور سیکرٹری جائیداد شیخوپورہ کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ پسماندگان میں آپ نے بیوہ کے علاوہ ایک لڑکا اور چار لڑکیاں یادگار چھوڑیں جو سب کے سب آج کل جرمنی میں آباد ہیں۔ بیٹا نعیم احمد کھوکھر شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے۔ بیٹی غزالہ بشیر قاضی عبدالمتین صاحب ایڈووکیٹ حال جرمنی کی بیگم ہیں۔ بیٹی مبارکہ فرحت حمید عباسی کی بیگم ہیں۔ ریحانہ زبیر احمد صاحب سے بیاہی ہوئی ہیں۔ فریدہ بھی شادی شدہ ہیں اور اپنے خاوند ممتاز احمد کے ساتھ جرمنی میں رہتی ہیں۔ گویا کہ تمام پسماندگان خدا تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ دینی اور دنیاوی نعمتوں سے متمتع ہیں۔

ملک محمد دین صاحب شہید ساہیوال۔ وفات نومبر ۱۹۹۱ء۔ محترم ملک محمد دین صاحب فیض اللہ چک کے ایک نواحی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد کا نام فقیر علی تھا۔ تقسیم ہند کے بعد آپ کا خاندان ساہیوال شہر میں آباد ہوا۔ آپ ۱۹۴۰ء کے لگ بھگ پولیس میں بھرتی ہوئے اور ۱۹۷۶ء کو انسپکٹر پولیس کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء میں سانحہ ساہیوال مسجد کے بعد جن گیارہ بے گناہ افراد کے خلاف جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا ان میں سے ایک آپ بھی تھے۔ آپ کو رات کے وقت دھوکہ کے ساتھ آپ کے گھر سے پولیس نے اس حال میں گرفتار کیا کہ آپ کو جوتا تک پہننے کی مہلت نہ دی اور اس کے بعد سات سال تک آپ ساہیوال اور ملتان کی جیلوں میں اسیر راہ مولا رہے۔

دوران اسیری پیرانہ سالی میں آپ نے طرح طرح کی صعوبتیں بڑی خندہ پیشانی اور جذبہ ایمانی کے ساتھ برداشت کیں۔ آپ کو ۱۹۸۵ء میں جب ایک فوجی عدالت کی طرف سے دی گئی پچیس سالہ قید کی سزا سنائی گئی تو آپ نے بے اختیار کہا پچھتر سال تو میری عمر ہو چکی ہے اب پچیس سال مزید کہاں میں قید و بند میں رہوں گا۔ آخر نومبر ۱۹۹۱ء میں سات سال قید و بند کی صعوبتیں جھیلتے ہوئے جیل ہی میں آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر کے شہادت کا عظیم مرتبہ پالیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے سب بچے شادی شدہ اور صاحب اولاد اور خوشحال ہیں۔

عزیزہ فیضیہ مہدی صاحبہ۔ تاریخ وفات ۲۱/اکتوبر ۱۹۹۳ء۔ مکرمہ عزیزہ فیضیہ مہدی صاحبہ، چوہدری عبدالعزیز صاحب بھامبڑی اور محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ کی صاحبزادی اور نسیم مہدی صاحب واقف زندگی کی اہلیہ تھیں۔ ان کا وصال وطن سے دور ان ایام میں ہوا جب آپ بڑے خلوص کے ساتھ اپنے واقف زندگی خاوند کی طرح وقف کے جذبے سے سرشار ٹورانٹو میں ہمہ وقت خدمت دین میں مگن رہتی تھیں۔ ۱۹۹۳ء میں پہلی بار پتہ چلا کہ آپ اپنے خاوند کو پریشانی سے بچانے کے لئے اپنی سر کی ایک بہت خطرناک تکلیف کو مسلسل چھپا رہی تھیں مگر جب مزید اسے دبانا ممکن نہ رہا تو ڈاکٹری تشخیص سے معلوم ہوا کہ دراصل سر میں کینسر کی رسولی تھی جو اس عرصہ میں اتنی بڑھ چکی تھی کہ کوئی علاج کارگر نہ رہا۔ آخر اسی بیماری سے ۲۱/اکتوبر ۱۹۹۳ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ بہت صابرہ شاکرہ اور خلافت احمدیہ سے اور خلیفہ وقت سے بے حد محبت رکھتی تھیں۔ مرحومہ چونکہ میدان جہاد میں خدا کو پیاری ہوئیں اس لئے ان کے اس نیک انجام کو بلاشبہ شہادت قرار دیا جا سکتا ہے۔ آپ کی یادگار ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں۔ بڑا بیٹا احمد مہدی ٹورانٹو یونیورسٹی میں ہے۔ بیٹی سعدیہ مہدی یارک یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہے۔ ۳/جولائی کو ہفتہ کے روز ان کے والد امیر صاحب کینیڈا نے ان کے نکاح کا اعلان کیا ہے۔ چھوٹا بیٹا فرید مہدی ساتویں میں زیر تعلیم ہے۔

عبدالرحمان صاحب باجوہ شہید کراچی۔ تاریخ شہادت ۲۸/اکتوبر ۱۹۹۴ء۔ آپ مکرم غلام جیلانی صاحب باجوہ اور امة الحفیظ صاحبہ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے خاندان کا تعلق چک نمبر 116-L.R. ضلع ساہیوال سے تھا۔ ۱۹۷۲ء میں والدین کے ہمراہ کراچی منتقل ہو گئے۔ جہاں آپ کو ۲۸/اکتوبر ۱۹۹۴ء کو شہید کر دیا گیا۔

واقعہ شہادت:۔ ۱۹۹۴ء میں کراچی کے علاوہ منظور کالونی میں جماعتی مخالفت کی ایک شدید لہر اٹھی جس میں فضل عمر ویلفیئر ڈسپنسری اور احمدی احباب کے گھروں پر حملے کرنے اور انہیں آگ لگانے کے پروگرام ترتیب دیئے گئے جو اکثر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناکام ہوئے۔ ان دنوں آپ بحیثیت سیکرٹری امور عامہ ڈیوٹی دینے والے خدام کی رہنمائی کرنے کے ساتھ ساتھ دن رات کی پرواہ کئے بغیر حالات کو کنٹرول کرنے کی بھرپور کوشش کرتے رہے۔

۲۸/اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز جمعة المبارک آپ اپنی ایک ہمشیرہ کے گھر سے موٹر سائیکل پر آ رہے تھے کہ شام پانچ بجے کے قریب دو موٹر سائیکل سواروں نے گلی میں اپنی موٹر سائیکل کھڑی کر کے سامنے سے آپ کا راستہ روک لیا اور آناً فاناً پستول سے آٹھ فائر کئے جس سے آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شہید کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ ایک لے پالک بیٹی تھی جو

آپ کی بیوہ مکرمہ سلمٰی رحمان صاحبہ کے گھر میں پلی ہے۔

دلشاد حسین کھچی صاحب شہید۔ لاڑکانہ (سندھ)۔ تاریخ شہادت ۳۱/اکتوبر ۱۹۹۴ء۔ آپ مکرم زُوّار محمد جمن کھچی صاحب کے صاحبزادے تھے۔ بیعت کی توفیق اگرچہ جولائی ۱۹۹۳ء میں ملی۔ قبول احمدیت سے قبل آپ کٹر شیعہ تھے اور آپ کے والد اور چچا وغیرہ شہر کے ایک بہت بڑے امام باڑہ کے متولی تھے۔ آپ نمازوں کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ ڈش انٹینا اپنے گھر میں لگوایا جہاں غیر از جماعت احباب کو لاتے اور ان کو جماعت کے پروگرام دکھاتے تھے۔ مساجد اور امام باڑوں کے مولوی ان کے پاس آتے اور ان کو مرتد کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر بری طرح ناکام رہے۔ اس دوران اندر ہی اندر آپ کے خلاف سازشیں پلتی رہیں یہاں تک کہ ۳۱/اکتوبر ۱۹۹۴ء کو جبکہ آپ اپنی دوکان سے واپس گھر آ رہے تھے آپ کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ ایک بچی چھوڑی۔

سلیم احمد صاحب پال شہید۔ کراچی۔ آپ مکرم خدا بخش صاحب پال اور محترمہ سلیمہ بی بی صاحبہ کے ہاں ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں پہلے ربوہ اور پھر کراچی منتقل ہو گئے۔ بوقت شہادت کراچی ہی میں آباد تھے۔

واقعہ شہادت:۔ منظور کالونی کراچی میں شہید ہونے والوں عبدالرحمان باجوہ صاحب کے بعد آپ کا دوسرا نمبر ہے۔ باجوہ صاحب کی شہادت کے چودہ دن بعد ۱۰/نومبر ۱۹۹۴ء کو محترم سلیم احمد صاحب پال جب رات کو اپنی دکان بند کر کے گھر کی طرف جا رہے تھے تو دکان سے تین گلیاں آگے دو موٹر سائیکل سواروں نے آپ پر اندھا دھند فائرنگ کر کے آپ کو موقع پر ہی شہید کر دیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون.

شہید مرحوم نے اہلیہ محترمہ رفیعہ بیگم صاحبہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ بڑے بیٹے وسیم احمد پال کے علاوہ سب بچے ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائیوں اور بہنوں کے جو نام معلوم ہو سکے ہیں وہ یہ ہیں۔ تنویر احمد پال، ندیم احمد پال، کلیم احمد پال، شمائلہ تسنیم، صوبیہ نورین، گلشین نورین۔

انور حسین ابڑو صاحب شہید ۔ انور آباد (لاڑکانہ)۔ ۱۹/دسمبر ۱۹۹۴ء۔ آپ مولوی محمد انور صاحب ابڑو اور محترمہ جنت خاتون صاحبہ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کا تعلق ایک ایسے معروف علمی گھرانہ سے تھا جس کو سندھ کے اس علاقہ میں تعلیم پھیلانے کی وجہ سے بہت شہرت ملی۔ اسی لئے آپ کے گھرانے کو استاد گھرانہ کہہ کر تعظیم دی جاتی تھی۔ آپ کے دادا محترم مولوی عبدالرؤوف صاحب ابڑو نے ۱۹۴۷ء میں اپنی اولاد، عزیز و اقارب اور شاگردوں سمیت بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ایک استاد کے علاوہ ابڑو خاندان کے آپ بڑے پکدار بھی تھے۔ ان کی یہ ایک سندھی اصطلاح ہے۔ پکدار بڑے رئیس کو کہا جاتا ہے۔ ان کی وفات 1948ء میں ہوئی۔ اُن کی وفات کے بعد مکرم مولوی محمد انور صاحب ابڑو نے اپنے بھائیوں، عزیز و اقارب اور شاگردوں کے ساتھ مل کر تمام مخالفتوں کا بھرپور استقامت کے ساتھ مقابلہ کیا۔

۱۹/دسمبر ۱۹۹۴ء کو شام کے قریباً ساڑھے پانچ بجے ایک سفید رنگ کی کار میں رینجرز کی وردی میں ملبوس سات افراد انور آباد آئے جن میں سے ایک کے پاس لائٹ مشین گن اور چھ کے پاس کلاشنکوف رائفلیں تھیں۔ ان میں سے تین نے گوٹھ میں مختلف جگہوں پر پوزیشن سنبھال لیں اور باقی چار مولوی محمد احمد صاحب ابڑو کے مکان میں گھس گئے۔ وہاں موجود عورتوں سے کہا کہ ہم کرنل صاحب کے حکم سے خطرناک ڈاکوؤں کی تلاش میں آئے ہیں۔ خواتین نے کہا کہ یہاں کوئی ڈاکو چھپا ہوا نہیں، آپ بے شک تلاشی لے لیں۔ تلاشی کے دوران انہوں نے مولوی محمد انور صاحب ابڑو کے بارہ میں پوچھا کہ کہاں۔ انہوں نے جواب دیا باہر گئے ہوئے ہیں۔ جب سخت تلاشی کے باوجود کوئی مرد نظر نہ آیا تو ان میں سے دو افراد نے باہر مسجد میں مکرم انور حسین صاحب ابڑو کو جو سنتوں کے بعد نفل ادا کر رہے تھے اور سجدہ میں تھے، اُسی حالت میں اٹھایا اور کہا کہ تمہیں کرنل صاحب نے بلایا ہے۔ ان کے علاوہ ڈاکوؤں نے مسجد سے ہی ظہور احمد صاحب ابڑو اور مکرم ناصر احمد صاحب ابڑو کو بھی پکڑا اور تینوں کو گھر لے آئے۔ عطاء المومن ابڑو پہلے ہی اُن کے قبضہ میں تھے۔ اس کے بعد وہ مردوں کو ایک لائن میں کھڑا کر کے کہنے لگے کہ کلمہ سناؤ۔ جب سب نے کلمہ پڑھا تو ملانوں کے بھیجے ہوئے یہ بدقماش مغلظات بکنے لگے کہ تم مسلمان نہیں کچھ اور ہو۔ یہ تمہارا کلمہ نہیں تم صرف ظاہراً یہ کلمہ پڑھتے ہو۔

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

مکرم انور حسین صاحب ابڑو اور ان کے بیٹے ظہور پر تشدد کرتے رہے اور کہتے رہے کہ تم اپنے مرشد کو گالیاں دو جس پر انہوں نے انکار کیا تو شہید کی گردن کے ساتھ بندوق کی نالی لگا کر کہا کہ گالیاں دو ورنہ تمہیں ماریں گے۔ شہید مرحوم اگرچہ طبعی طور پر کمزور تھے مگر آدھ گھنٹے تک ان درندوں کے سامنے عظیم الشان استقامت کا مظاہرہ کرتے رہے اور کسی ایک لمحہ کے لئے بھی ایمان نہ ڈگمگایا۔ اس عرصہ میں ان کی خواتین نے بھی بڑی بہادری کا ثبوت دیا۔ کسی عورت نے ان کی منتیں نہیں کیں، واسطہ نہیں ڈالا اور سندھی دستور کے مطابق قدموں میں دوپٹہ نہیں ڈالا۔ اس کے بعد یہ غنڈے انہیں مارتے ہوئے باہر لے گئے اور گاؤں کے لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ آج اسلام اور قادیانیت کا مقابلہ ہے۔ دیکھو ہم انہیں کیسے مارتے ہیں اور چاروں کو گاؤں کے باہر موجود کنوے پر لے آئے۔ پھر ناصر احمد ابڑو کو کہا کہ تم ایک طرف ہو جاؤ۔ اس کے بعد مکرم ظہور احمد ابڑو ابن انور حسین صاحب ابڑو پر فائر کیا جو کہ نہر کے کنارے پر کھڑے ہوئے تھے۔ فائر لگتے ہی وہ پھسلے اور نہر میں گر گئے۔ ایک گولی ان کے دائیں کندھے میں لگ کر بائیں طرف سے سوراخ کرتی ہوئی نکل گئی۔ اس کے بعد مکرم انور حسین صاحب ابڑو پر گولیاں برسائیں۔ ایک گولی ان کے سر پر لگی۔

شرپسندوں کے بھاگ جانے کے بعد فوراً دونوں باپ بیٹوں کو ایک ٹیکسی میں وارہ لے جایا گیا مگر مکرم انور حسین صاحب نے راستہ ہی میں دم توڑ دیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ ان کا بیٹا ظہور احمد بچ گیا جو آجکل اپنے بیوی بچوں کے ساتھ آسٹریلیا میں آباد ہے۔ مرحوم نے چار بیٹیاں اور پانچ بیٹے پسماندگان میں چھوڑے۔ ظہور احمد کے علاوہ باقی بچے اللہ کے فضل سے اپنی زمینوں پر آباد ہیں اور مخالفین کی خطرناک سازشوں کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ڈٹے ہوئے ہیں۔

شہادت **چودھری ریاض احمد صاحب شہید۔ شب قدر (مردان)**۔ ۹/اپریل ۱۹۹۵ء۔ مکرم چودھری ریاض صاحب جولائی 1947ء میں ضلع لدھیانہ کی تحصیل جگراؤں کے ایک گاؤں ملہہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد چودھری کمال الدین صاحب خود احمدی ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد مردان میں رہائش اختیار کی۔ چودھری ریاض احمد صاحب نے مردان میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہیں کاروبار شروع کیا۔ آپ نے بسلسلہ روزگار قریباً چھ سال ابوظہبی میں بھی قیام کیا جہاں سے آپ کو احمدی ہونے کی وجہ سے نکال دیا گیا۔ آپ اکثر خواہش کیا کرتے تھے کہ کاش مجھے بھی صاحبزادہ عبداللطیف کی طرح شہادت کی توفیق ملے۔ چنانچہ بارہا ان کو احمدیت کی خاطر تکلیفیں پہنچیں۔ مردان میں ان پر چھری سے وار کیا گیا۔ ۱۹۷۴ء میں سرگودھا ریلوے سٹیشن پر جن کو گولیاں لگیں ان میں یہ بھی شامل تھے اور جب انہیں گولی لگی تو فرمایا یہ تو ابھی آغاز ہے۔ گویا اسی وقت سے شہادت کی خواہش تھی اور جب تک زندہ رہے اسی نیت کے ساتھ زندہ رہے۔

ریاض شہید کے خسر محترم ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب کی تبلیغ سے شب قدر مردان کے مکرم دولت خان صاحب کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ وہ چونکہ ایک طاقتور پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے تھے اس لئے ان کے احمدی ہونے پر وہاں بڑا سخت ردّ عمل ہوا اور تمام علاقے میں ان کے متعلق قتل کے فتوے جاری ہونا شروع ہو گئے۔ دولت خان صاحب کے بھائیوں میں سے ایک بھائی سخت متشدد اور مخالفت میں پیش پیش تھا۔ اس نے افغانستان سے آئے ہوئے ایک ملاں سے ان کے قتل کا فتویٰ لیا مگر وہ پھر بھی وہاں رہتے رہے۔ آخر پولیس نے نقصِ امن کی دفعہ لگا کر ان کو جیل میں ڈال دیا۔

۹/اپریل ۱۹۹۵ء کی صبح جب رشید احمد صاحب اور ریاض احمد صاحب ان کی ضمانت کے لئے شب قدر گئے تو وہاں پانچ ہزار عوام کا ایک مشتعل ہجوم اکٹھا کیا جا چکا تھا اور ملاں فضل ربی بڑے زور کے ساتھ سنگسار کرنے کی تعلیم دے رہا تھا۔ چنانچہ عین احاطہ عدالت میں پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی موجودگی میں سب سے پہلے بڑے زور سے ریاض شہید کی پیشانی پر پتھر مارا گیا اور وہ نیم بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اسی حالت میں آپ پر مزید سنگ باری کی گئی۔ لیکن آپ مسلسل کلمہ کا ورد کرتے رہے۔ آپ کی آخری آواز بھی یہی تھی لآ اِلٰه الاّ اللّٰه محمّد رّسُولُ اللّٰه۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ بعد ازاں آپ کی نعش کو گھسیٹا گیا اس پر ان درندوں نے ناچ کیا اور یوں ان لوگوں نے اپنا درندہ ہونے کا ثبوت دیا۔ پولیس نے بھی ان کو بچانے کی بجائے ان کی نعش کو ٹھڈے مارے اور کہا کہ ہم بھی ثواب میں شریک ہو جائیں۔ پاکستان کی پولیس کو ثواب کا بس یہی موقع ملتا ہے اس کے سوا ان کو کبھی ثواب کمانے کا موقع نہیں ملا۔

آپ کے خسر پر بھی بہت زیادہ تشدّد کیا گیا یہاں تک کہ تشدّد کرنے والوں نے سمجھا کہ آپ مر چکے ہیں لیکن وہ بچ گئے اور اُن کا اب تک زندہ رہنا اور روزمرہ کے فرائض سرانجام دینا ایک چلتا پھرتا معجزہ ہے۔ ایکسرے اور ڈاکٹری معائنہ کے بعد یہ قطعیت کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے جسم کے بازوؤں اور ٹانگوں کی ساری ہڈیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ ایک جگہ سے نہیں کئی کئی جگہ سے بازوؤں کی اور ٹانگوں کی اور ڈاکٹروں کو سمجھ نہیں آتی کہ کیسے یہ شخص چلتا پھرتا ہے۔ یعنی خدا کے فضل سے۔ انہوں نے ہر قسم کا علاج کرانے سے انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ تادمِ آخر میں اللہ کے فضل کے ساتھ اُس کے اعجاز کے سہارے زندہ رہوں گا۔ اسی جذبہ کے ساتھ اب روزمرہ کے کاروبار میں باقاعدہ حصہ لیتے ہیں۔ اس طرح ریاض شہید کی بھابھی کی یہ رؤیا بھی لفظاً لفظاً پوری ہو گئی

کہ ایک بکری تو ذبح کردی گئی اور ایک چھوڑ دی گئی۔ یہ چھوڑی ہوئی بکری بھی عملاً شہیدوں ہی میں داخل ہے۔ آپ کے پسماندگان میں آپ کی بیوہ کے علاوہ آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جو زیر تعلیم ہیں اور آجکل بلجیم میں مقیم ہیں۔

مبارک احمد صاحب شرما شہید۔ شکارپور۔ آپ ۱۹۴۶ء میں مکرم عبدالرشید صاحب شرما کے ہاں پیدا ہوئے۔ سن ۱۹۵۰ء میں والدین کے ساتھ شکارپور سندھ میں رہائش اختیار کی۔ ڈبل ایم۔اے کے بعد بی۔ایڈ کیا اور محکمہ تعلیم میں ملازم ہوگئے۔ ۱۹۷۴ء میں جب جماعت کی مخالفت زوروں پر تھی تو ایک رات چند دوستوں کی موجودگی میں سِول ہسپتال شکارپور کے سامنے آپ پر ڈنڈوں اور کلہاڑیوں سے بڑا سخت حملہ کیا گیا۔ حتیٰ کہ حملہ آور آپ کو مردہ سمجھ کر بھاگ گئے۔ آپ کے سر، ٹانگ اور باقی جسم پر گہرے زخم آئے۔ فوری طور پر سول ہسپتال میں داخل کیا گیا مگر ڈاکٹروں نے احمدی ہونے کی وجہ سے توجہ نہ دی تو آپ کو سکھر ہسپتال لے جایا گیا اور پھر وقفہ وقفہ سے کئی دوسرے شہروں میں بھی علاج کروایا جاتا رہا مگر ٹانگ کے زخم اور دماغی چوٹوں کا شافی علاج نہ ہو سکا۔ آخر آپ انہی تکالیف کے سبب 3 مئی 1995ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ انا لله و انا اليه راجعون۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑیں۔ بیٹا سہیل مبارک احمد شرما اس وقت جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ ثالثہ کا طالبعلم ہے۔

محمد صادق صاحب شہید۔ چٹھہ داد ضلع حافظ آباد۔ یوم شہادت ۸/ نومبر ۱۹۹۶ء۔ آپ کے خاندان میں جو کٹر اہل حدیث تھا آپ کے والد صاحب سے بھی پہلے آپ کے بڑے بھائی ہدایت اللہ صاحب کو احمدی ہونے کی توفیق ملی۔ محمد صادق صاحب کو جو ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے اس کا سخت رنج تھا مگر والد کے احترام میں خاموش رہے۔ مگر جونہی والد کی وفات ہوئی، آپ نے اور دوسرے بھائی عنایت اللہ نے اپنے احمدی بھائی ہدایت اللہ کی زندگی اجیرن کردی۔ ۱۹۷۴ء میں جماعت کے خلاف تحریک زوروں پر تھی اور لوگ کہہ رہے تھے کہ اب ایسی دیوار سی بن گئی ہے کہ آئندہ اس وجہ سے کوئی احمدی نہیں ہوگا جو اس دیوار کو پھلانگ سکے۔ لیکن مخالفین نے یہ اعجاز دیکھا کہ خود محمد صادق صاحب کو مخالفت کی دیوار پھلانگ کر احمدی ہونے کی توفیق ملی اور ہر طرف احمدیت کا پیغام پہنچانے میں ننگی تلوار بن گئے۔ آپ ہی کی تبلیغ سے محمد اشرف صاحب شہید آف جلہن ضلع گوجرانوالہ بھی احمدی ہوئے جن کی قبولِ احمدیت نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور محمد صادق صاحب کی مخالفت اور بھی تیز ہوگئی۔ مگر محمد صادق صاحب نے تا زندگی تبلیغ جاری رکھی اور خدا کے فضل سے آپ کو پندرہ مزید کٹر اہل حدیث اشخاص کو احمدی مسلمان بنانے کی توفیق ملی۔

اس دوران نومبر ۱۹۹۶ء کو جبکہ آپ جمعہ پر جارہے تھے راستہ میں ایک پُل کے پاس دشمن تاک لگائے بیٹھا تھا۔ جونہی آپ پُل کے پاس پہنچے اُنہوں نے گولیاں برسا کر آپ کو چھلنی کردیا اور وہیں موقعہ پر ہی آپ شہید ہوگئے۔ انا لله و انا اليه راجعون۔ پسماندگان میں بیوہ محترمہ آمنہ بی بی صاحبہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے چھوڑے۔ بڑے بیٹے مکرم عصمت اللہ صاحب آرمی میں ملازم ہیں اور شادی شدہ ہیں۔ دوسرے بیٹے نعمت اللہ صاحب بھی شادی شدہ ہیں۔ تیسرے بیٹے رضوان احمد صاحب مڈل پاس کرنے کے بعد فارغ ہیں۔ بیٹی نصرت شہزادی صاحبہ ابھی تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور غیر شادی شدہ ہیں۔

شہادت **چودھری عتیق احمد صاحب باجوہ شہید۔ وہاڑی۔** مکرم چودھری عتیق احمد صاحب باجوہ ۱۹۳۹ء میں فیصل آباد کے ایک گاؤں بہلول پور میں مکرم چودھری بشیر احمد صاحب باجوہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابھی آپ آٹھ سال کے تھے کہ والد وفات پاگئے اور آپ کی والدہ محترمہ شریفہ بیگم صاحبہ نے بہت محنت اور دعاؤں سے آپ کی پرورش کی۔ شریفہ بیگم صاحبہ بہت نیک اور دعاگو خاتون ہیں اور خدا کے فضل سے ابھی تک زندہ ہیں۔ چودھری عتیق احمد صاحب باجوہ نے ابتدائی تعلیم وہاڑی سے حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کرکے وہاڑی میں وکالت شروع کردی۔ اور ہمیشہ سچ پر مبنی کیس لیا کرتے تھے۔ اوائل جوانی سے ہی آپ مختلف جماعتی عہدوں پر فائز رہے۔ پہلے آپ قائد ضلع، سیکرٹری اصلاح وارشاد اور قریباً نو سال تک امیر ضلع وہاڑی رہے۔ بہت مخلص احمدی اور نڈر داعی الی اللہ تھے۔ چندوں کی ادائیگی اور تمام مالی تحریکات میں آپ کی شمولیت ایک مثالی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ اس دوران آپ اٹھارہ دن ملتان جیل میں قید رہے۔

واقعہ شہادت:۔ آپ ۱۹/ جون ۱۹۹۷ء کو شام پانچ بجے اپنی گاڑی پر زمینوں کی طرف جارہے تھے کہ وہاڑی سے کچھ فاصلہ پر دو موٹر سائیکل سواروں نے آپ پر فائرنگ کردی جس سے آپ اور آپ کا ڈرائیور موقعہ پر ہی دم توڑ گئے۔ انا لله و انا اليه راجعون۔ بوقت شہادت آپ کی عمر اٹھاون سال تھی۔ پسماندگان میں والدہ کے علاوہ بیوہ ڈاکٹر نسرین عتیق باجوہ صاحبہ اور ایک بیٹی اور تین بیٹے چھوڑے۔ بیٹی خولہ عتیق شادی شدہ ہیں اور راولپنڈی میں آباد ہیں۔ بڑا بیٹا فرید احمد باجوہ آسٹریلیا میں کمپیوٹر کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا ہے اور دو جڑواں بیٹے نعیم احمد باجوہ اور خلیل احمد باجوہ الیکٹرانک انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شہید۔ ڈھونیکے (ضلع گوجرانوالہ)۔

تاریخ شہادت ۲۶/، ۲۷/ اکتوبر ۱۹۹۷ء کی درمیانی رات۔ مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب راجوری بھارتی کشمیر کے ایک گاؤں وداستی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں والدین کے ہمراہ ہجرت کرکے واہ کینٹ آگئے۔ ابتدائی تعلیم پہلے واہ کینٹ اور پھر وزیر آباد میں حاصل کی۔ خداتعالیٰ نے آپ کو خاص دستِ شفا عطا فرمایا اور سارا علاقہ آپ کی انسانیت دوستی، ہمدردی اور طبی خدمات کا معترف تھا۔ باوجود ایک کم تعلیمیافتہ ڈاکٹر ہونے کے لوگ دور دراز سے آپ کے پاس علاج کے لئے آتے تھے۔ خدمت خلق میں مصروف ہونے کے علاوہ آپ مختلف جماعتی عہدوں پر بھی فائز رہے۔ صف اول کے مالی قربانی کرنے والے تھے۔ اپنے کلینک سے متصل جگہ مسجد کے طور پر جماعت کو دے رکھی تھی۔

واقعہ شہادت:۔ ۲۶/ اور ۲۷/ اکتوبر ۱۹۹۷ء کی درمیانی شب محترم ڈاکٹر صاحب کو گھر سے اغواء کیا گیا۔ اور پھر بڑی بیدردی سے قتل کرکے گاؤں کے قریب بہنے والے معروف برساتی نالے "پلکھو" میں پھینک دیا گیا۔ ایک مجرم زمان شاہ کی نشاندہی پر پولیس نے علاقہ کے تین معززین کے ذریعہ نعش برآمد کروائی۔ پسماندگان میں بیوہ محترمہ نسیم بیگم صاحبہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے۔ بیٹیوں میں سے ایک مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم کمال الدین صاحب کارکن نظارتِ تعلیم ربوہ ہیں۔ دوسری مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ طارق محمود صاحب چونڈہ میں ہیں۔ تیسری امۃ المحمود صاحبہ ساتویں کلاس میں پڑھتی ہیں اور اپنی بہن امۃ النصیر صاحبہ کے پاس ربوہ میں ہی رہتی ہیں۔ بیٹوں میں سے مکرم نصیر احمد صاحب وزیر آباد میں رہائش پذیر ہیں اور اپنے والد صاحب کا کلینک چلا رہے ہیں۔ مکرم حفیظ احمد صاحب کراچی میں الیکٹرانکس انجینئر ہیں اور مکرم محمود احمد صاحب امریکہ میں رہائش پذیر ہیں۔

مظفر احمد صاحب شرما شہید۔ شکارپور۔ تاریخ شہادت ۱۲/ دسمبر ۱۹۹۷ء۔ امیر جماعت ہائے احمدیہ اضلاع شکارپور، جیکب آباد، سکھر اور گھوٹکی محترم عبدالرشید صاحب شرما کے صاحبزادے تھے۔ بڑے مخلص اور دین کی غیرت رکھنے والے فدائی احمدی تھے۔ دعوت الی اللہ کا بڑا شوق تھا۔ پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے لیکن عملاً وکالت نہیں کی۔ بلکہ اپنے والد کے کاروبار میں ان کی معاونت کرتے رہے۔ بوقت شہادت ضلعی سیکرٹری امور عامہ اور قاضی کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ اس سے پہلے آپ قائد خدام الاحمدیہ ضلع بھی رہے۔ شکارپور پریس کلب کے جنرل سیکرٹری اور بار ایسوسی ایشن کے ممبر بھی تھے۔ اپنے اثرورسوخ اور خدمتِ خلق کا جذبہ رکھنے کی وجہ سے عوام الناس میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ سندھ میں پیدا ہوئے اور بڑی روانی سے سندھی بولتے تھے۔ آپ کا خاندان شکارپور میں اکیلا احمدی گھرانہ تھا۔ اس خاندان نے جماعت کی وجہ سے آنے والی جملہ مصیبتوں کا پوری ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کیا۔

ان کا کارخانہ ایک ظالمانہ حملہ میں مکمل طور پر برباد کردیا گیا۔ دھمکی آمیز خطوط لکھے گئے لیکن ان کے پائے ثبات میں کوئی فرق نہ پڑا۔ اخبارات میں اِن کے بارہ میں انتہائی غلیظ بیانات شائع ہوتے رہے جن میں بیان دینے والوں کے نام بھی درج ہوتے جو انتظامیہ سے بار بار مطالبہ کرتے کہ یہ مرکز سے مرد اور مستورات بلوا کر مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں اس لئے فوری طور پر ان کو یہاں سے نکالا جائے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہم خود یہ کام سنبھال لیں گے مگر حکومت نے مخالفین کی ان دھمکیوں سے واقف ہونے کے باوجود کبھی کوئی نوٹس نہ لیا۔

واقعہ شہادت:۔ ۱۲/ دسمبر ۱۹۹۷ء کو شام پونے آٹھ بجے آپ اپنی بھابی محترمہ غزالہ بیگم صاحبہ بیوہ مبارک احمد صاحب شہید اور ان کی بچیوں کو گاڑی پر سوار کرانے کیلئے ریلوے اسٹیشن جا رہے تھے۔ بھابھی اور بچے تانگے پر سوار تھے اور آپ تانگے کے پیچھے موٹر سائیکل پر جارہے تھے کہ سول ہسپتال کے قریب اچانک پیچھے سے ایک موٹر سائیکل سوار آیا اور اس نے آپ پر گولی چلادی۔ گولی لگنے سے آپ زمین پر گر گئے۔ تانگہ سے اتر کر بھابھی نے اٹھایا۔ اس وقت آپ ابھی زندہ تھے، فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا مگر بہت تاخیر ہوچکی تھی اور کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی اور آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ انا لله و انا اليه راجعون۔ بوقت شہادت آپ کی عمر ۴۲ سال تھی۔ پسماندگان میں بیوہ مکرمہ فوزیہ بیگم صاحبہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے۔ تینوں بچے غزالہ نصرت، ریحانہ عنبر اور عزت احمد نو سے تیرہ سال کی عمروں کے ہیں اور زیر تعلیم ہیں اور والدہ کے ساتھ سویڈن میں رہتے ہیں۔

شہادت **میاں محمد اکبر اقبال صاحب**۔ تاریخ شہادت ۱۴/، ۱۵/ فروری ۱۹۹۸ء کی درمیانی رات۔ آپ کا تعلق لاہور کی میاں فیملی سے تھا۔ آپ حضرت میاں تاج دین صاحب کے پوتے تھے جو کہ لاہور کے نیک مخلص اور دعاگو بزرگ اور میاں معراج دین صاحب اور میاں سراج دین صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور آمد کے دوران کبھی کبھی ان کے ہاں آکر قیام فرمایا کرتے تھے۔ ان کے گھر کا نام تھا مبارک منزل دلی دروازہ لاہور۔ میاں محمد اکبر اقبال ۱۵/ جنوری ۱۹۲۵ء کو میاں کمال دین صاحب کے ہاں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں اپنی زندگی وقف کی۔ ۱۹۴۶ء میں آپ کو جیننگ اینڈ پراسسنگ فیکٹری کنری میں کام کرنے کے لئے بھیجا گیا جہاں آپ نے خوب محنت سے کام کیا اور جنرل مینجر کے عہدے تک ترقی پائی۔

۱۹۹۳ء میں آپ کو یوگنڈا کے ایک شہر جنجہ (Jinja) میں ایک جماعتی فیکٹری میں خدمت کے لئے بھجوایا گیا۔ جہاں آپ شہادت تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اتنے قابل تھے اور مزدوروں سے ایسا اعلیٰ سلوک تھا کہ بارہا وہاں کوشش کی گئی کہ جس طرح باقی فیکٹریوں میں ہڑتال ہوتی ہے یہاں بھی ہڑتال کروائی جائے مگر مزدوروں نے صاف انکار کر دیا کیونکہ ان کا بہت نیک اثر ان پہ تھا۔

واقعہ شہادت: ڈاکو ۸ر فروری ۱۹۹۸ء کی شب آپ کی رہائش گاہ میں نقب لگا کر داخل ہوئے اور آپ پر حملہ کر کے کسی آہنی چیز سے آپ کے سر پر ضربیں لگائیں جن کی وجہ سے آپ شدید زخمی ہو گئے۔ قریب ہی ایک احمدی دوست ناصر احمد صاحب رہتے تھے وہ جب آپ کو نماز فجر کے لئے بلانے آئے تو دیکھا کہ آپ شدید زخمی حالت میں فرش پر گرے پڑے ہیں۔ انہوں نے جماعت کو اور پولیس کو اس وقوعہ کی اطلاع کی۔ آپ کو ضروری کارروائی کے بعد فوراً ہسپتال داخل کروایا گیا مگر زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ مسلسل بیہوش رہے اور ہر طرح کی طبی امداد دینے کے باوجود جانبر نہ ہو سکے۔ آخر ۱۴ر اور ۱۵ر فروری کی درمیانی شب اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہید مرحوم کا جنازہ ربوہ لایا گیا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

پسماندگان میں بیوہ مکرمہ ممتاز صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔ مکرم محمد ارشاد اقبال صاحب عزیز آباد کراچی میں زعیم مجلس انصار اللہ ہیں، شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ مکرم مرزا ناصر محمود صاحب مربی سلسلہ لاہور کینٹ بھی شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ مکرم اقبال محمود صاحب ٹیکنیکل ایجوکیشن سندھ میں سرکاری ملازم ہیں اور ماڑی پور مجلس کے ناظم اطفال ہیں۔ مظفر محمود صاحب لاہور میں ذاتی کاروبار کرتے ہیں اور مقامی مجلس کے ناظم عمومی ہیں۔ مکرمہ فاختہ بیگم صاحبہ مکرم خلیل الرحمٰن صاحب مغل راولپنڈی کی اہلیہ ہیں۔ مکرمہ افتخار بیگم صاحبہ اپنے بھائیوں کے ساتھ کراچی میں رہتی ہیں اور عزیز آباد کراچی میں لجنہ کی سیکرٹری ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی ساری اولاد دینی اور دنیاوی ہر لحاظ سے صف اول میں ہے اور خدا کے فضل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات کی شاہد ہے۔

عزیزم محمد جری اللہ مظفر ۔ کینیا۔ تاریخ وفات ۲۱ر جون ۱۹۹۸ء۔

عزیز جری اللہ ۱۸ر مئی ۱۹۹۳ء کو مکرم مظفر احمد صاحب درانی امیر و مشنری انچارج تنزانیہ کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئے تھے۔ عزیز کے والد جب کینیا میں تھے تو انہوں نے ایک پہاڑی پر اپنی بیٹی کی آمین منعقد کرنے کا پروگرام بنایا جس کے ساتھ ہی ایک برساتی نالہ بہتا تھا۔ وہاں کھیل کود میں مشغول تھے کہ پاؤں پھسلنے کے نتیجہ میں عزیزم محمد جری اللہ مظفر برساتی نالے میں گرا اور تیز پانی کی لپیٹ میں آکر نظروں سے غائب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ ایک واقف زندگی کا بیٹا وقف کے دوران وطن سے دور ڈوب کر غرق ہوا اس لئے ڈوب کر غرق ہونے والے کو ویسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے شہید قرار دیا ہے تو یہ شہادت اس رنگ میں ایک دوہری شہادت تھی۔ ایک ہفتہ کی مسلسل تلاش کے بعد آٹھویں روز اس کی لاش مل گئی۔ ۲۹ر جون ۱۹۹۸ء کو احمدیہ مسجد کسومو کینیا میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور نیروبی میں احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

محمد ایوب اعظم صاحب شہید۔ واہ کینٹ۔ تاریخ شہادت ۷ر جولائی ۱۹۹۸ء۔ آپ محترم شیخ نیاز الدین صاحب (مرحوم) اور محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (مرحومہ) کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا حضرت شیخ عمر الدین صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ والد بعد میں خلافت ثانیہ کے دوران احمدی ہوئے۔ آپ کی شادی محترمہ بشریٰ منہاس صاحبہ بنت مکرم محمد افضل منہاس صاحب ایڈووکیٹ مرحوم (راولپنڈی) کے ساتھ ہوئی۔ آپ ایک مخلص احمدی تھے۔ B.Sc کرنے کے بعد آرڈیننس فیکٹری واہ کینٹ میں بطور چارج مین ملازم ہوئے اور ترقی کر کے فورمین کے عہدہ تک پہنچے۔ بعد ازاں اسسٹنٹ ورکس مینجر مقرر ہوئے لیکن پھر نامعلوم وجوہات کی بناء پر ۱۹۹۱ء میں آپ کو ریٹائر کر دیا گیا۔ نامعلوم سے مراد یہ ہے کہ پتہ ہے جماعت کی دشمنی میں کیا گیا تھا مگر حکومتی ریکارڈ کے مطابق وجوہات نامعلوم ہیں۔ اس کے بعد آپ بسلسلہ ملازمت سعودی عرب چلے گئے۔ ۱۹۹۵ء میں واپس آکر پھر شہادت تک واہ کینٹ میں ہی رہے۔

واقعہ شہادت:- ۷ر جولائی ۱۹۹۸ء تقریباً ساڑھے آٹھ بجے رات آپ گھر سے نکلے اور محلّہ کی ایک قریبی دکان پر گئے۔ وہاں سے واپس گھر آ رہے تھے کہ قاتل اچانک تاریکی سے نکل کر آپ کے سامنے آئے۔ آپ کا نام پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ آپ احمدی ہیں۔ اور ایک اور آدمی کا نام بھی پوچھا کہ آپ کسی نذیر احمدی کو جانتے ہیں تو آپ نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد قاتلوں میں سے ایک نے آپ پر دو فائر کئے اور بھاگ اٹھے۔ آپ پر چونکہ گھر کے قریب ہی فائر کئے گئے تھے اس لئے آپ نے زخمی ہونے کے بعد گھر والوں کو آوازیں دیں جو آپ کی آواز پر فوراً باہر آئے اور زخمی حالت میں آپ کو ہسپتال لے گئے لیکن آپ راستہ ہی میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شہید مرحوم نے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں پسماندگان میں چھوڑیں۔

شہادت **مکرم ملک نصیر احمد صاحب شہید۔ وہاڑی۔** تاریخ شہادت ۴ر اگست ۱۹۹۸ء۔ آپ کے والد مکرم غلام علی صاحب ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ملک نصیر احمد صاحب ۱۹۱۳ء میں فیض اللہ چک میں پیدا ہوئے۔ عملی زندگی کا آغاز محکمہ پولیس کی ملازمت سے کیا اور سب انسپکٹر کے عہدہ سے ۱۹۶۷ء میں ریٹائر ہونے کے بعد وہاڑی میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ ایک جیننگ فیکٹری کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ فلپس کمپنی کی ایجنسی بھی آپ کے پاس تھی۔ آپ وہاڑی کی ایک بااثر شخصیت تھے۔ نہایت دبنگ، غریبوں کے ہمدرد اور بڑے مہمان نواز تھے۔ آپ سالہا سال تک جماعت احمدیہ وہاڑی کے سیکرٹری امور عامہ رہے۔ دو دفعہ زعیم اعلیٰ انصار اللہ بنے اور جولائی ۱۹۹۸ء سے صدر کے عہدہ پر فائز تھے۔ بڑے نڈر داعی الی اللہ تھے۔ خلافت سے بے انتہا محبت تھی۔ باجماعت نماز کے پڑے پابند تھے حتی کہ پچاسی سال کی عمر میں بھی آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی کہ ہر نماز بیت الذکر میں ادا کریں۔

۴ر اگست ۱۹۹۸ء کو بیت الذکر میں نماز فجر کی ادائیگی کے لئے، یعنی یہ ان کا جذبہ تھا باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے کہ اس عمر میں موٹر میں بیٹھ کر مسجد پہنچے، صبح پونے چار بجے کار پر روانہ ہوئے تھے۔ ابھی آپ اپنی کار سے اترے ہی تھے کہ حملہ آوروں نے جو پہلے سے گھات لگائے بیٹھے تھے آپ پر فائرنگ کر دی۔ ایک گولی سینے میں لگی جس سے موقعہ پر ہی آپ نے جام شہادت نوش کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حملہ آور آپ کی گاڑی لے کر فرار ہو گئے۔ اس وقت ابھی بیت الذکر میں کوئی نمازی نہیں آیا تھا۔ جب نمازی آئے تو انہوں نے آپ کو بیت الذکر کے قریب شہید ہونے کی حالت میں پایا۔ اسی دن آپ کی نعش ربوہ لائی گئی جہاں بعد نماز جنازہ تدفین ہوئی۔ پسماندگان میں آپ نے دو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑیں۔

مکرم **ماسٹر نذیر احمد صاحب بھگیو شہید۔ نوابشاہ۔** تاریخ شہادت ۱۰ر اکتوبر ۱۹۹۸ء۔ آپ کے پڑنانا حضرت اخوند محمد رمضان صاحب، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی صحابہ میں سے تھے جنہیں ۱۸۹۸ء میں بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس لحاظ سے سندھی خاندانوں میں سے آپ قدیم ترین صحابہ کی اولاد میں سے تھے۔ ماسٹر صاحب تقریباً چوبیس سال نوابشاہ کے قریبی گاؤں میں بطور پرائمری ٹیچر متعین رہے۔ آپ بہت نیک، متقی، تہجد گزار بزرگ تھے۔ خاموش طبع، بے لوث خدمت کرنے والے اور مخلص انسان تھے۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں یکساں ہردلعزیز تھے۔

ایک عرصہ سے دو تین مولوی ماسٹر صاحب کو دھمکیاں دے رہے تھے کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ رات کے وقت وہ کبھی کبھی آپ کے گھر میں پتھر بھی پھینکتے تھے۔ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۹۸ء کی صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد جب آپ گھر پر ہی تھے کہ آپ کے دروازہ کی گھنٹی بجی۔ جیسے ہی آپ باہر نکلے تو ایک آدمی نے آپ پر پستول سے فائر کیا۔ اس حملہ سے آپ دروازہ پر ہی گر گئے اور چند لمحوں میں ہی موقعہ پر شہید ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے غلام حیدر بھگیو نیشنل ہائی وے میں بڑے عہدہ پر فائز ہیں۔ دوسرے بیٹے حمید احمد بھگیو سندھ سیکرٹریٹ کراچی میں ملازم ہیں اور تیسرے بیٹے سلیم احمد بھگیو لیاقت میڈیکل کالج میں فائنل ایئر کے طالبعلم ہیں۔ چوتھے بیٹے خالد احمد بھگیو سندھ یونیورسٹی میں کامرس کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بیٹیوں میں بڑی بیٹی شادی شدہ ہیں اور باقی دو ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔

اب چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے جو چند شہداء کا تذکرہ باقی رہتا ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے خطبہ میں بیان کر دیا جائے گا اور پھر جلسے کے متعلق ہدایات بھی اسی خطبے میں دے دی جائیں گے۔ (حضور انور نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا): اس عرصہ میں ہو سکتا ہے کچھ اور بھی مل جائیں اگر مل گئے تو پوچھ کے شامل کر لینا ورنہ یہی ذکر ہے۔ باقی تاریخ احمدیت میں انشاء اللہ چھپتا رہے گا۔

SATELLITE WAREHOUSE

Muslim TV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

سیرالیون کے حالیہ فسادات اور خانہ جنگی کے دوران

بھوک و افلاس سے بے حال نادار اور معذور افراد کے لئے عالمگیر جماعت احمدیہ کی طرف سے امدادی سازو سامان کی فراہمی اور خدمت خلق

سیرالیون میں حالیہ خانہ جنگی کے دوران ہزاروں لوگ اجڑ گئے اور بھوک وافلاس اور بیماریوں کے نتیجہ میں سخت تکلیف میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اس موقعہ پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت انگلستان سے Humanity First کے تحت بہت سا سازو سامان جس میں کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ ادویہ بھی شامل تھیں سیرالیون بھجوایا گیا جس سے بلا تفریق مذہب وملت مصیبت زدگان کو امداد پہنچائی گئی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک ۶۰ فٹ کا کنٹینر (Container) خوراک، کپڑے، چینی اور دیگر ضروری اشیاء سے بھرا ہوا ۲۸ر اگست ۱۹۹۸ء کو سیرالیون پہنچا۔ تقسیم کے لئے ایک پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی اور ۴ر ستمبر ۱۹۹۸ء کو بونکوبانا اور سانڈا کے افراد کو مشن ہاؤس بلا کر محترم طارق محمود جاوید صاحب امیر جماعت احمدیہ سیرالیون نے نماز جمعہ کے بعد پانی بجلی اور محنت کے وزیر آنریبل تیموبنگورا صاحب کے ذریعہ ایک سو بوری چاول اور خوراک کے ڈبے اور کپڑے پیش کئے۔ محترم تیمور بنگورا صاحب کے ساتھ پارلیمنٹ کے ڈپٹی سپیکر، ہائی کورٹ کے جج اور دو مزید ممبران پارلیمنٹ بھی تھے۔ ان سب نے نماز جمعہ میں بھی شرکت کی اور سامان وصول کرنے کے بعد ان سب نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔ وزیر مملکت نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی یہ خدمت ہمارے لئے حیران کن نہیں ہے کیونکہ جب بھی کوئی مصیبت کا وقت آیا، جب بھی ملک کو ضرورت پڑی جماعت احمدیہ نے بڑھ چڑھ کر خدمت کی ہے۔ جماعت احمدیہ نے سکول بنائے، ہسپتال بنائے اور ہر طرح اس ملک کی خدمت کر رہی ہے۔ ہم سب جماعت احمدیہ سیرالیون کے مشکور ہیں۔

۵ر ستمبر ۱۹۹۸ء کو فری ٹاؤن کے دو ہسپتالوں کونٹ اور کاٹیج میں مریضوں کو مندرجہ ذیل سامان دیا گیا۔ کونٹ کے ۸۰ مریضوں اور ۶۰ بچوں میں چاول، دودھ، چینی، بسکٹ، ٹوتھ برش اور نمکین اشیاء کے پیکٹ تقسیم کئے گئے۔ کاٹیج ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر صاحب نے عالمگیر جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا اور شکریہ ادا کیا۔ کونٹ ہسپتال میں ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ محترم نوحا کونٹے نے جماعتی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ گزشتہ ساٹھ سال سے سیرالیون میں خدمات بجا لا رہی ہے اور امید ہے کہ آئندہ بھی جماعت احمدیہ یہ خدمات جاری رکھے گی۔ ان دونوں ہسپتالوں میں بھی اشیاء کی تقسیم محترم امیر صاحب نے خود کی۔

۲۹ر ستمبر ۱۹۹۸ء کو سمبارو چیفڈم کے پیرا ماؤنٹ چیف محترمہ مانی گمانگا کی خدمت میں محترم امیر صاحب نے مشن ہاؤس میں ۶۰ بیگ چاول، فوڈ ٹن اور ۱۰۰ بیگ کپڑوں کے پیش کئے۔ انہوں نے بھی جماعتی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ نے میری چیفڈم میں پہلے بھی خدمات سرانجام دی ہیں۔ ہسپتال اور سکول کھولے ہیں اور اب مشکل وقت میں مدد دی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو ترقی عطا فرمائے۔ آمین

۱۰ر اکتوبر ۱۹۹۸ء کو فری ٹاؤن سے ۲۰ میل دور واٹرلو کے مقام پر جہاں اپاہج اور بے گھر افراد کو رکھا گیا ہے خوراک کے ۲۶۰ بیگ تقسیم کرنے کے علاوہ والدین سے بچھڑ جانے والے ۵۰ بچوں میں خوراک کے پیکٹ تقسیم کئے۔ اس کے علاوہ درج ذیل مقامات کے متاثرین کے لئے سامان ٹرکوں پر بھجوایا گیا۔

(۱) مشاکا (۲) مکینی (۳) مائل ۹۱ (۴) کینما (۵) بو (۶) لنگے (۷) لوکو مساما (۸) روکو پور (۹) سالکی (۱۰) سیے ریجن (۱۱) بایامبا۔

دوسرا کنٹینر (Container) ۴ر جنوری ۱۹۹۹ء کو ملا جس میں چاول، چینی، کپڑے، دودھ اور معذور افراد کے لئے مصنوعی ٹانگیں تھیں۔

۵ر جنوری ۱۹۹۹ء کو باغیوں نے سیرالیون کے دارالحکومت فری ٹاؤن پر حملہ کر کے تباہی مچا دی اور احمدی اور ان کے ساتھ کئی غیر احمدی بھی بے گھر ہو کر مشن ہاؤس پہنچنے لگے۔ اور ان کی تعداد ۲۴۰ تک پہنچ گئی۔ ان سب کو کھانے کے علاوہ کپڑے وغیرہ بھی دئے گئے۔ ان میں غیر احمدی بھی شامل تھے۔ اسی دوران پیارے آقا کی طرف سے ۱۵۰۰ پاؤنڈز کی مزید امداد مل گئی جس سے چاول خرید کر ۳۴ بیگ احمدی مساجد میں احمدیوں میں تقسیم کئے گئے اور ۲۱ بیگ سے مزید ۱۷۶ خاندانوں کی مدد کی گئی۔ نیز ۱۱۸ خاندانوں اور غیر احمدی طلباء کی نقدی کی صورت میں مدد کی گئی۔

حالات بہت ہی خراب تھے۔ باغیوں نے مکانات جلائے، قتل عام کیا، ہاتھ پاؤں کاٹے، کوئی چیز نہ فری ٹاؤن سے باہر جا سکتی تھی اور نہ ہی اندر آ سکتی تھی۔ کھانے پینے کا سامان ختم ہو رہا تھا، لوگ بدحالی کا شکار ہو رہے تھے۔ اس دوران ایک تیسرا کنٹینر جو ۱۴ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو ملا۔ یہ ۴۰ فٹ کا کنٹینر تھا جس میں ۶۰۰ بوری چاول نیز کھانے پینے کی اشیاء، تیل، چینی اور کپڑے وغیرہ تھے۔ کنٹینر کی وصولی اور تقسیم کا انتظام مکرم امیر صاحب کی ہدایت پر مکرم و محترم فواد محمود صاحب کانو اور نائب امیر مکرم علی۔ ایس۔ دین صاحب نے کیا کیونکہ تمام پاکستانی مبلغین محترم امیر صاحب کی قیادت میں گنی آگئے تھے۔

فی الحال اس کنٹینر سے باہر کی جماعتوں کی امداد مشکل تھی کیونکہ باغیوں نے فری ٹاؤن سے باہر جانے والی سڑکیں بند کر دی تھیں اس لئے فری ٹاؤن کی ۵۵ جماعتوں کی اس کنٹینر سے مدد کی گئی۔ اس طرح ۱۶۰۰ احمدی خاندانوں نے فائدہ اٹھایا۔ نیز ۱۶۰ معذور افراد کی بھی مدد کی گئی۔ جو پلاسٹک کور اس کنٹینر سے نکلے اس سے ۶ مساجد اور ۱۱ گھروں کی چھتیں ڈالی گئیں۔

حالات قدرے درست ہوئے تو محترم امیر صاحب گنی سے فری ٹاؤن پہنچے اور اس کنٹینر سے بو اور کینما کے متاثرہ افراد کے لئے ٹرک بھر کر سامان بھجوایا۔ یہ امداد ایسے وقت میں کی گئی جبکہ واقعی ان لوگوں کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ ایسے افراد جن کے باغیوں نے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے تھے اور جنہیں ملک کے مختلف حصوں سے فری ٹاؤن لایا گیا مگر ان کا اس وقت کوئی پرسان حال نہ تھا۔ وہ پکار اٹھے کہ اگر جماعت احمدیہ اس موقع پر ہماری مدد نہ کرتی تو شاید ہم بھوک سے مر جاتے۔ ایک عیسائی جو بوڑھے ہو چکے ہیں نے کہا کہ گورنمنٹ کی سپلائی حاصل کرنے کے لئے میں نے دو ہفتے سے نام لکھوایا ہوا ہے۔ قطار میں کھڑے ہو کر تھک گیا ہوں۔ ایک دانہ تک نہیں ملا۔ لیکن جب بھی مشن ہاؤس آتا ہوں تو اپنی فیملی کے لئے کم از کم تین یوم کا کھانا لے کر جاتا ہوں۔ یہ بڑی ہمدردی ہے جو کبھی نہیں بھولوں گا۔

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ باغی طلباء کے قتل کے درپے ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی طلباء نسبتاً محفوظ رہے اور کھانے اور کپڑوں سے ان کی مدد کی جاتی رہی۔

معذور افراد کے کیمپ میں محترم امیر صاحب مع ممبران مجلس عاملہ ۲۰ر جولائی ۱۹۹۹ء کو دوبارہ گئے اور ۳۳۰ بیگ چاول اور ۶۶۰ خوراک کے ڈبے تقسیم کئے اور انہیں بتایا کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کی ایک تنظیم Humanity First کی طرف سے یہ تحفہ آیا ہے۔ اس پر کیمپ کے چیئرمین مسٹر جالو نے کہا کہ آج میں بہت خوش ہوں کہ یہ جماعت خوراک وغیرہ لے کر ہماری مدد کے لئے آتی ہے اور یہ پہلی مسلمان تنظیم ہے اس سے پہلے کوئی مسلمان تنظیم ہماری مدد کے لئے نہیں آئی اور یہ دوسری بار مدد کے لئے آئے ہیں۔ پہلے واٹرلو کے مقام پر اور اب فری ٹاؤن میں۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت احمدیہ برطانیہ کو دنیا و آخرت میں بہترین جزا عطا فرمائے جنہوں نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی زیر ہدایت امدادی سامان سیرالیون کے لئے بھجوایا۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سیرالیون کے حالات کو جلد بہتر فرمائے اور یہاں مستقل امن و امان قائم ہو اور یہ ملک بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

(رپورٹ مرتبہ: خوشی محمد شاکر۔ مبلغ سیرالیون)

بقیہ: توہین رسالت کے مقدمات از صفحہ ۱۱

بعض دفعہ احمدیوں کو صرف ضمانت کے حصول کے لئے کئی سال تک جیل میں رہنا پڑتا ہے۔ اس کیس میں ایڈیشنل سیشن جج نے ۲۵ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کو احمدیوں کی درخواست نامنظور کر دی تو بالآخر سندھ ہائی کورٹ سے رجوع کیا گیا مگر وکیل استغاثہ نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ کلمہ طیبہ کا بینر لگا کر احمدیوں نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے جس کی سزا دفعہ 295/C کے تحت موت ہے۔ اور حکومت کی طرف سے وکیل مسٹر خادم علی نے بھی اس وجہ سے کہ کلمہ طیبہ کا بینر عبداللطیف کے گھر سے پولیس نے برآمد کیا ضمانت کی درخواست کی پرزور مخالفت کی مگر ہائی کورٹ سندھ کے فاضل جج نے مقدمہ کی سماعت کے بعد اپنے فیصلے میں لکھا کہ مقدمہ کی F.I.R کے اندر جو اطلاعات درج کی گئی ہیں وہ سب سنی سنائی باتوں پر منحصر ہیں۔ مذکورہ بینر لگاتے ہوئے کسی شخص کو نہیں دیکھا گیا اسلئے حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بینر کس نے لگایا ہے۔ عبداللطیف صاحب کا وہاں کھڑا ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ بینر انہوں نے لگایا ہے۔ اور دوسرے لوگ جن کا ایف آئی آر میں ذکر ہے ان کو بھی وہاں دیکھا نہیں گیا بلکہ کسی نے بتایا کہ وہاں موجود تھے۔ پھر انہوں نے لکھا کہ جہاں تک بینر کی برآمدگی عبداللطیف کے گھر سے ہونے کا تعلق ہے یہ امر بھی تصفیہ طلب ہے کہ کن حالات میں بینر کو ان کے گھر سے برآمد کیا گیا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں احمدیوں کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ ان کی ضمانت منظور ہو لہذا میں تین ہزار روپے فی کس کے عوض ان کی ضمانت منظور کرتا ہوں۔

مقدمہ کی سماعت ایڈیشنل سیشن جج خیرپور جناب حسین بخش کھوسو کی عدالت میں ۲۸ر اپریل ۱۹۹۸ء کو شروع ہوئی۔ احمدی مسلمانوں کی طرف سے مکرم علی احمد طارق صاحب پیش ہوئے۔ انہوں نے اعتراض کیا کہ F.I.R پانچ دن کی تاخیر سے درج ہوئی۔ واقعہ کا عینی گواہ اور سرکاری گواہ مفروضہ کے طور پر پیش کئے گئے ہیں لہذا عدالت کو کیس خارج کر دینا چاہئے۔

سرکاری وکیل نے اپنے دلائل میں اس کی مخالفت کی اور ملاں عظیم الدین کے وکیل نے اپنے دلائل میں کہا کہ جس طرح ٹریڈ مارک اور رجسٹرڈ کمپنیوں کے نام کسی اور کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں اسی طرح کلمہ طیبہ اور شعائر اسلام غیر مسلم استعمال نہیں کر سکتے۔

اس پر جج صاحب نے اس سے سوال کیا کہ کیا مذہب کی بھی رجسٹریشن ہوا کرتی ہے؟ تو ملاں کے وکیل سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ ایف آئی آر تاخیر سے درج کرنے پر ملاں کے وکیل نے روزنامہ عبرت کا ایک تراشہ جج کو دکھایا اور کہا کہ ایف آئی آر درج کرانے میں اس لئے دیر ہوئی تھی کہ پولیس ایف آئی آر درج کرنے کو تیار نہ تھی۔ جمعیت علمائے اسلام اور سپاہ صحابہ نے شہر فیض گنج میں جلوس نکالے، کاروبار بند کروایا۔ اس دباؤ کی وجہ سے پولیس نے مجبوراً پانچ دن کے بعد ایف آئی آر درج کی۔ اس پر جج صاحب مسکرا کر کہنے لگے کہ پھر تو یہ ایف آئی آر نہ رہی جو دباؤ اور پریشر کی وجہ سے درج کی گئی۔

بقیہ: خطاب جلسہ سالانہ یوکے از صفحہ ۲

۔ان کے اندر ایک دباہوا ملکہ ہے کہ جس کی کوئی نقالی نہیں ہو سکتی۔ ہلکے سے اشارے سے بات سمجھا دیتی ہیں کہ دیکھو اس کے رنگوں کا امتزاج کیسا گندا ہے۔ کپڑے کیسے بھونڈے ہیں، ہاتھ دیکھے ہیں زیور کوئی بھی نہیں۔اب یہ باتیں اکثر مرد میں نہیں پائی جاتیں ان کو ان باتوں کا خیال بھی نہیں آتا۔ یہ تو عورتوں کی خصوصیت ہے اللہ ان کو اس خصوصیت سے محفوظ رکھے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عورتوں میں چند عیب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں۔ایک شیخی کرنا کہ ہم ایسے اور ایسے ہیں۔ پھر یہ کہ قوم پر فخر کرنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نیچی ذات کی ہے۔ پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہے تو اس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ شروع کر دیتی ہیں کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہیں۔زیور اس کے پاس کچھ نہیں۔(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۴۴۱)

پھر فرماتے ہیں: "قرآن کریم کی یہ تعلیم ہر گز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا"۔

سعدی کے ایک شعر کا حوالہ دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ تو جان کر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا اور شور کرتا پھرتا ہے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دیکھیں یہ کیسی گہری حکمت کی بات ہے۔ خدا تعالیٰ کو علم ہے کہ گھروں کے اندر کیا ہو رہا ہے اور وہ پردہ پوشی فرما رہا ہے اور ہمسایہ جس کو پتہ ہی نہیں کہ دوسرے کے گھر میں کیا ہو رہا ہے۔ وہ باہر بیٹھا شور مچا رہا ہے۔ یہ ایسی بدعادت ہے جس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

پھر فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ کا نام ستار ہے تمہیں چاہئے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو"۔(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۷۹)

پھر آپ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا کسی سے رشتہ ناطہ نہیں۔ اس کے ہاں اس کی بھی کچھ پروا نہیں کہ کوئی سیّد ہے یا کون ہے۔ آنحضرت ﷺ نے خود فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ خیال مت کرنا کہ میرا باپ پیغمبر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کوئی بھی بچ نہیں سکتا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا آپ بھی؟ فرمایا ہاں، میں بھی۔ مختصر یہ کہ نجات کا نہ قوم پر منحصر ہے نہ مال پر بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۱۱)

"آنحضرت ﷺ سے غیبت کا حال پوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہے تو اسے برا لگے غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے اور تو بیان کرتا ہے تو اس کا نام بہتان ہے"۔ (البدر جلد ۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۸؍جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا حسب ذیل ارشاد پیش فرمایا:

"دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنا کیا فائدہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص بڑا گنہگار ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ میرے قریب ہو جا۔ یہاں تک کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے پردہ کرے گا اور اس سے پوچھے گا کہ تو نے فلاں گناہ کیا، فلاں گناہ کیا۔ لیکن چھوٹے چھوٹے گناہ گنائے گا۔ وہ کہے گا کہ ہاں یہ گناہ مجھ سے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا آج کے دن میں نے تیرے سب گناہ معاف کئے اور ہر ایک گناہ کے بدلے دس دس نیکیوں کا ثواب دیا۔ تب وہ بندہ سوچے گا کہ جب ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کا دس دس نیکیوں کا ثواب ملا ہے تو بڑے بڑے گناہوں کا تو بہت ہی ثواب ملے گا۔ یہ سوچ کر وہ بندہ خود ہی اپنے بڑے بڑے گناہ گنائے گا کہ اے خدا میں نے تو یہ گناہ بھی کئے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ اس کی بات سن کر ہنسے گا اور فرمائے گا کہ دیکھو میری مہربانی کی وجہ سے یہ بندہ ایسا دلیر ہو گیا ہے کہ اپنے گناہ خود ہی بتلاتا ہے۔ پھر اسے حکم دے گا کہ جا بہشت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے تیری طبیعت چاہے داخل ہو جا"۔(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۴۱۷)

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم۔ اگر اس خاک کی مٹھی کو میں نے بخشوں تو کیا کروں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بدظنی کے تعلق میں مولویوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر مولوی ہم سے بدظنی نہ کرتے اور صدق اور استقلال کے ساتھ آکر ہماری باتیں سنتے، ہماری کتابیں پڑھتے اور ہمارے پاس رہ کر ہمارے حالات مشاہدہ کرتے تو ان الزامات کو جو وہ ہم پر لگاتے ہیں ہر گز نہ لگاتے۔ لیکن جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کی عظمت نہ کی اور اس پر کاربند نہ ہوئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ پر بدظنی کی اور میری جماعت پر بدظنی کی اور جھوٹے الزام اور اتہام لگانے شروع کر دئے یہاں تک کہ بعض نے بڑی بیباکی سے لکھ دیا کہ یہ دہریوں کا گروہ ہے نمازیں نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر وہ بدظنی سے بچتے تو ان کو جھوٹ کی لعنت کے نیچے نہ آنا پڑتا اور وہ اس سے بچ جاتے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ بدظنی بہت ہی بری بلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔ صدیقوں کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنی سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوءظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تاکہ اس معصیت اور اس کے برے نتیجہ سے بچ جاوے"۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کو شاید علم نہیں کہ مسلمانوں میں ایک فرقہ ملامتی فقیروں کا بھی تھا۔ ان کا یہ حال تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم اگر گندے دکھائی دیں گے تو اس سے ہماری بخشش ہو گی۔ جب وہ سمجھتے تھے کہ دنیا ہمیں بری نظر سے دیکھ رہی ہے تو خیال کرتے تھے کہ اللہ اب ہم پر فضل کرے گا۔ یہ سب نفس کے بہانے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تمام نجات کی راہیں آنحضرت ﷺ کی راہوں سے وابستہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ ہو سکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا ہے وہی اچھے ہوں۔ بعض عورتیں بعض عورتوں سے ٹھٹھا نہ کریں ہو سکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا وہی اچھی ہوں۔ اور عیب مت لگاؤ۔ اپنے لوگوں کے برے برے نام مت رکھو۔ بدگمانی کی باتیں مت کرو اور نہ عیبوں کو کرید کرید کر پوچھو۔ ایک دوسرے کا گِلہ مت کرو"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

پھر فرمایا "تم ایک دوسرے کی چڑ کے نام نہ ڈالو یہ فعل فُساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اس طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب کُل ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے"۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۴۹، ۵۰)

پھر حضور نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک روز ایک ہندو عورت نے کسی دوسری عورت کا گلہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ "دیکھو یہ بہت بری عادت ہے جو خصوصاً عورتوں میں پائی جاتی ہے۔ چونکہ مرد اور کام بہت رکھتے ہیں اس لئے ان کو شاذ و نادر ہی ایسا موقعہ ملتا ہے کہ بے فکری سے بیٹھ کر آپس میں باتیں کریں اور اگر ایسا موقعہ بھی ملے تو ان کو اور بہت سی باتیں ایسی مل جاتی ہیں جو وہ بیٹھ کر کرتے ہیں۔ لیکن عورتوں کو نہ علم ہوتا ہے اور نہ کوئی ایسا کام ہوتا ہے۔ اس لئے سارے دن کا شغل سوائے گلہ اور شکایت کے کچھ نہیں ہوتا۔ ایک شخص تھا اس نے کسی دوسرے کو گنہگار دیکھ کر خوب اس کی نکتہ چینی کی اور کہا کہ تو دوزخ میں جائے گا۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیوں تجھ کو میرے اختیارات کس نے دئے ہیں؟ دوزخ اور بہشت میں بھیجنے والا تو میں ہی ہوں تو کون ہے؟ سو ہر ایک انسان کو سمجھنا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ میں ہی الٹا شکار ہو جاؤں"۔(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۴۱۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پس ذاتوں پر ناز اور گھمنڈ نہ کرو کہ یہ نیکی کے لئے روک کا باعث ہو جاتا ہے۔ ہاں ضروری یہ ہے کہ نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور برکات اسی راہ سے آتے ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت اور ہم جو کچھ ہیں اسی حال میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت ہمارے شامل حال ہو گی کہ ہم صراط مستقیم پر چلیں اور آنحضرت ﷺ کی کامل اور سچی اتباع کریں۔ قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستورالعمل بناویں اور ان باتوں کو ہم اپنے عمل اور حال سے ثابت کریں نہ صرف قال سے۔ اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی مل کر ہم کو ہلاک کرنا چاہے تو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے اس لئے کہ خدا ہمارے ساتھ ہو گا"۔(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۸۹)

اور آخر میں ایک فقرہ ہے حضرت مسیح موعودؑ کا وہ پیش کرتا ہوں جو بہت گہرا اور عارفانہ ہے۔ فرمایا "پلید دل سے پلید باتیں نکلتی ہیں اور پاک دل سے پاک باتیں۔ انسان اپنی باتوں سے ایسا ہی پہچانا جاتا ہے جیسا کہ درخت اپنے پھلوں سے"۔(تحفہ غزنویہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۱)

پس آپ احمدیت کے درخت کے پھل ہیں اور خدا کرے کہ آپ سے احمدیت اس طرح پہچانی جائے جس طرح درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور اس میں آپ کی سچائی کا بہت بڑا دخل ہے۔ خدا کرے کہ آپ کا میٹھا پھل سب کی نظر میں آجائے۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر خاموش دعا کرائی اور پھر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر واپس تشریف لے گئے۔

حضرت الحاج حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا:

"میری ایک بہن تھی۔ ان کا ایک لڑکا تھا وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ اس کے چند روز بعد میں گیا۔ میرے ہاتھ سے انہوں نے کسی پیچش کے مریض کو اچھا ہوتے ہوئے دیکھا۔ مجھ سے فرمانے لگیں کہ بھائی تم اگر آجاتے تو میرا لڑکا بچ ہی جاتا۔ میں نے ان سے کہا کہ تمہارے ایک لڑکا ہوگا اور میرے سامنے پیچش کے مرض میں مبتلا ہو کر مرے گا۔ چنانچہ وہ حاملہ ہوئیں اور ایک بڑا خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ پھر جب وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا۔ ان کو میری بات یاد تھی۔ مجھ سے کہنے لگیں کہ اچھا دعا ہی کرو۔ میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ آپ کو اس کے عوض میں ایک اور لڑکا دے گا لیکن اس کو تو اب جانے ہی دو۔ چنانچہ وہ لڑکا فوت ہو گیا اور اس کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہوا جو زندہ رہا اور اب تک زندہ اور برسرروزگار ہے۔ یہ الٰہی غیرت تھی"۔(مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۹۹)

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمّرم ــــــــ گرکفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اللہ اور اس کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و سلم کی محبت میں سرشار معصوم احمدیوں پر

توہین رسالت کے سراسر جھوٹے اور ناپاک الزام میں عائد بعض مقدمات کی تفصیل

(رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری)

(پانچویں قسط)

ڈپٹی کمشنر کے اصرار پر امیر جماعت احمدیہ ضلع راجن پور پر توہین رسالت کا مقدمہ

جماعت احمدیہ راجن پور کے امیر مکرم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ کے خلاف مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۹۴ء کو ایک مقدمہ زیر دفعات 295/A، 298/C، اور 295/B تعزیرات پاکستان درج کیا گیا اور الزام یہ لگایا گیا کہ امیر جماعت احمدیہ راجن پور نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ مقدمہ حافظ محمد صدیق ولد سلیمان ساکن راجن پور شہر کی درخواست پر درج کیا گیا۔ اس نے اپنی درخواست میں لکھا کہ چند یوم قبل میاں محمد اقبال نے مجھے کہا کہ وہ مذہب کے بارہ میں مولوی صاحبان سے گفتگو کرنا چاہتا ہے اس لئے اپنے مولوی صاحبان کو بلوائیں چنانچہ میں اور مولوی اللہ وسایا خطیب ربوہ میاں اقبال احمد کے پاس پہنچے تو اس نے حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر حملہ کیا اور کہا کہ حضور علیہ السلام نے زینب کے ساتھ عشق کیا تھا اور بعد میں اسے طلاق دلوا کر خود عقد کر لیا تھا جس پر مجھے اشتعال آ گیا اور ہمارے مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔ میاں اقبال نے اس طرح مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر کے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/A، 295/B اور 298/C کی خلاف ورزی کی ہے۔ بنا بریں استدعا ہے کہ میاں اقبال احمد کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے اور پرچہ کے اندراج کا حکم صادر فرمایا جائے۔

یہ درخواست ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ راجن پور کی عدالت میں دی گئی جس کی بنا پر مکرم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ کو گرفتار کر لیا گیا اور تھانے لے جا کر حوالات میں بند کر دیا گیا۔ اگلے روز یعنی مورخہ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۹۴ء کو انہیں جیل بھجوا دیا گیا۔ ان کی ضمانت کی کوشش کی گئی مگر راجن پور کے وکلاء میں سے کسی ایک نے ضمانت کی درخواست دائر کرنے کی حامی نہ بھری۔

مورخہ ۲۷ر اکتوبر کو ملتان سے ایک احمدی وکیل مکرم شریف احمد سوز صاحب تشریف لائے اور انہوں نے سیشن جج کی عدالت میں ضمانت کی درخواست دی۔ سیشن جج نے دو گھنٹے بحث سنی لیکن ڈپٹی کمشنر راجن پور نے ضمانت نہ ہونے دی۔ ڈپٹی کمشنر جس کا نام طارق جاوید آفریدی ہے سخت دشمنی دکھا رہا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ کسی احمدی سے رعایت نہیں برتی جائے گی۔ چنانچہ میاں اقبال احمد ایڈووکیٹ ضلع راجن پور جیل چکی میں ہیں اور ڈی سی نے ان کے لئے باہر سے کھانا لانے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس نے مورخہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۹۴ء کو داجل شہر میں کھلی کچہری لگائی جس میں عوام اور افسران کو کہا کہ مرزائی قادیانیوں پر تشدد کرو۔ ان کے خلاف پرچے کٹواؤ۔ مقدمات درج کراؤ میں کسی مرزائی کی ضمانت نہیں ہونے دوں گا۔

میاں اقبال احمد امیر ضلع راجن پور پر جو مقدمہ قائم کیا گیا ہے اس میں دفعہ 295/C نہیں لگائی گئی تھی مگر ڈپٹی کمشنر کی پوری کوشش تھی کہ امیر صاحب کو اس دفعہ کے تحت گرفتار کر کے سزا دلوائی جائے۔ چنانچہ اس نے ایک مجسٹریٹ کو انکوائری کے لئے مقرر کیا مگر ملاؤں نے کہا کہ ہمیں تسلی نہیں ہے اس لئے اس نے اسسٹنٹ کمشنر پولیس کو انکوائری کے لئے کہا جس نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ملزم کے خلاف دفعہ 298/C کے تحت کیس بنتا ہے کیونکہ وہ تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف رہا ہے۔ اس پر ڈپٹی کمشنر نے ڈسٹرکٹ اٹارنی سے مشورہ طلب کیا جس نے جواب میں کہا کہ ملزم نے دفعہ 295/C کی خلاف ورزی کی ہے اس طرح میاں اقبال احمد پر دفعہ 295/C کا مقدمہ بنا دیا گیا۔ ۱۹۹۵ء میں یہ مقدمہ سیشن جج کی عدالت میں زیر سماعت رہا۔ میاں اقبال احمد کی طرف سے سیشن جج کی عدالت میں درخواست دی گئی کہ ان کے خلاف دفعہ 295/C کے تحت جرم غلط بیانی کر کے لگایا گیا ہے مگر سیشن جج نے ان کی یہ درخواست مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۹۶ء کو مسترد کر دی۔

☆......☆......☆

تبلیغ کے جرم میں توہین رسالت کا مقدمہ قائم کر دیا گیا

مکرم ناصر احمد صاحب آف حافظ آباد کے خلاف تبلیغ کرنے کے جرم میں مورخہ ۹ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ایک مقدمہ نمبر ۴۵۲ تھانہ سٹی حافظ آباد میں زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان درج کیا گیا۔ یہ مقدمہ دو مخالفین سلسلہ مسمیان عصمت اللہ ناز ولد کامل دین اور مہر عبد الحمید ولد مہر محمد اسلم ساکنان محلہ تاج پورہ حافظ آباد کی تحریری درخواست پر قائم کیا گیا۔ انہوں نے اپنی درخواست میں لکھا کہ: مسمی ناصر احمد ولد عبد الحمید سکنہ تاج پورہ ہریاں والا روڈ حافظ آباد سے عرصہ ڈیڑھ سال قبل ہم نے دوستی ڈالی اور کچھ دیر بعد اس نے مرزائیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ مختلف طریقوں سے ہمیں مرزائی بنانے کی کوشش کی اور اس سلسلہ میں وہ ہمیں ربوہ بھی لے گیا۔ وہاں ہمیں رات ٹھہرایا اور اپنے کئی راہنماؤں سے ہماری ملاقات کرائی۔ ہمیں ملازمت، کاروبار اور شادی کے لالچ تک دینے لگے۔ واپسی پر بھی مسمی مذکور نے مرزائیت کی اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب اس نے یہ کہا کہ تمہارا دین ناقص ہے اور احمدیت افضل اور کامل دین ہے۔ امام مہدی مرزا غلام احمد آ چکا ہے اسے مانو اور احمدی جماعت میں شامل ہو جاؤ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہماری حکومت عنقریب آنے والی ہے تو ہمیں یہ گوارا نہ ہوا اور ہم نے اس کی دوستی سے توبہ کر لی اور تحریک ختم نبوت کے صدر مولانا عبد الوہاب سے رابطہ کیا۔ آپ سے درخواست ہے کہ مسمی ناصر احمد مذکور کے خلاف مقدمہ درج فرما کر کارروائی باضابطہ کی جاوے"۔ چنانچہ مکرم ناصر احمد صاحب پر زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان توہین رسالت کا مقدمہ درج ہو گیا۔

☆......☆......☆

کلمہ طیبہ کا بینر لگانے پر توہین رسالت کا مقدمہ

مکرم عبد اللطیف صاحب امیر ضلع خیر پور اور ان کے چار ساتھیوں ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب، اعجاز احمد صاحب، نثار احمد اور ڈاکٹر مختار احمد صاحب کے خلاف اجتماع کے پنڈال میں کلمہ طیبہ کا بینر لگانے پر مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ایک مقدمہ نمبر ۶۴ پولیس سٹیشن فیض گنج ضلع خیر پور میں درج کیا گیا۔ یہ مقدمہ ایک مخالف سلسلہ عظیم الدین ولد محمد ابراہیم شر کی درخواست پر درج کیا گیا۔ اس نے درخواست میں لکھا کہ " میں جامعہ مدینہ مسجد فیض گنج کا خطیب ہوں۔ ۵ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کی شام کو میں اپنے ساتھیوں احمد خان ولد محمد حسین شر اور حافظ خان محمد ولد حاجی جان محمد گوٹھ محمد یوسف شر میں اپنے دوست زاہد شر کو ملنے گئے۔ زاہد شر نے انہیں بتایا کہ عبد اللطیف قادیانی نے گوٹھ شاہ محمد قادیانی میں ایک اجتماع کا بندوبست کیا ہے۔ اس کی تصدیق کرنے کے لئے ہم دونوں علیحدہ علیحدہ موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر اس طرف روانہ ہوئے۔ احمد خان میرے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھا اور زاہد خان حافظ خان محمد کے ساتھ دوسرے موٹر سائیکل پر سوار ہو گیا۔ کوئی ساڑھے پانچ بجے شام ہم اس گوٹھ کے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ گوٹھ کے جنوبی جانب ایک شامیانہ لگا ہوا ہے اور شامیانے کے اوپر مغربی جانب کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا بینر لگا ہوا ہے۔ اس کا انتظام عبد اللطیف نے کیا تھا جو گھر کا مالک ہے اور وہ خود شامیانے کے باہر کھڑا ہوا تھا۔ احمدی مذکور اور اس کے ساتھیوں نے اس کے گھر کے ساتھ شامیانہ نصب کیا اور اس پر کلمہ طیبہ کا بینر لگا کر خود کو مسلمان ظاہر کیا نیز اس طرح انہوں نے توہین رسالت کا ارتکاب بھی کیا اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھی مجروح کیا۔

تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس گوٹھ میں اجتماع میں ڈاکٹر اسمٰعیل قادیانی، مختار احمد قادیانی، نیاز احمد قادیانی اور اعجاز احمد قادیانی بھی تھے"۔

پانچ دن کے بعد یعنی مورخہ ۱۰ر اکتوبر کو انہوں نے فیض گنج پولیس کو یہ درخواست دی جس پر پانچوں احمدیوں کے خلاف زیر دفعہ 298/C اور 295/C تعزیرات پاکستان مقدمہ درج کیا گیا۔

مقدمہ کے اندراج اور گرفتاریوں کے بعد عدالتوں میں ضمانت کی درخواست دی جاتی ہے۔ ضمانت کی منظوری احمدی مسلمانوں کے لئے بہت مشکل مسئلہ بن جاتا ہے۔ اکثر عدالتیں ان ضمانتوں کو مسترد کر دیتی ہیں۔ بعض جج صاحبان جو منظور کرنا بھی چاہتے ہیں ملاؤں اور ان کے چیلے چانٹوں کی وجہ سے جو عدالتوں کے باہر مظاہرے کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ضمانت منظور نہ کی جائے، ایسا کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ پھر حکومت کی طرف سے پیش ہونے والے وکلاء بھی ان ضمانتوں کی پرزور مخالفت کرتے ہیں۔ اس طرح

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

الیاس ستار نے
جماعت احمدیہ کی طرف سے دئے گئے
مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرلیا

جماعت احمدیہ کراچی کے دو مربیان محمد عثمان شاہد اور حافظ عبدالرحمٰن کے دستخطوں سے جاری شدہ پریس رپورٹ کے مطابق صوت الاسلام ٹرسٹ بہادر آباد کراچی کے صدر الیاس ستار نے جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری کردہ مباہلہ کے چیلنج قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کردی ہے۔

تفصیلات کے مطابق جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے مورخہ ۳؍جون ۱۹۹۹ء کو ماڈل کالونی کراچی میں ایک محفل سوال وجواب منعقد کی گئی جس میں الیاس ستار نے اپنے چند ساتھیوں سمیت شرکت کی۔ دوران گفتگو الیاس ستار نے جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری کردہ مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ جماعت احمدیہ کے مربیان نے پہلے تو اس خیال سے کہ امام جماعت احمدیہ کی طرف سے دئے گئے مباہلہ چیلنج کے مخاطب مخالف قومی لیڈر اور اکابرین ہیں جن کے پیچھے ایک بڑی جماعت ہو اور لوگ ان کی سرداری کو قبول کرتے ہوں ان کے اس اعلان پر زیادہ توجہ نہ دی کیونکہ الیاس ستار صاحب ان شرطوں کو پورا نہیں کرتے تھے۔ مگر چونکہ انہوں نے غالباً سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے پر اصرار کیا جس پر دونوں مربیان نے بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے مباہلہ کا فریق بننا قبول کرلیا اور مباہلہ کی شرائط کے مطابق اخبارات کو پریس نوٹ جاری کردیا تاکہ عوام الناس کو بھی اس معاہدہ کا علم ہوسکے۔ اس سلسلہ میں الیاس ستار نے اپنے دستخطوں سے مندرجہ ذیل تحریر لکھ کردی:

(۱)...... "اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی غلط ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرزا طاہر احمد صاحب کو ایک سال کے اندر اندر سزا دے۔ اور ساری جماعت احمدیہ اس عرصہ یعنی ایک سال میں خداتعالیٰ کی سزا کا نشانہ بنے۔

(۲)...... اگر الیاس ستار صاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق اپنے خیالات میں غلط ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خدا کی طرف سے ہیں تو اللہ تعالیٰ الیاس ستار کو ایک سال کے اندر اندر عبرتناک سزا کا نشانہ بنائے"۔

جماعت احمدیہ کراچی کے مربیان لکھتے ہیں:

ہم عوام الناس کو خاص طور پر حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد صاحب کی طرف سے دئے گئے مباہلہ کے چیلنج نمبر ۲ کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہتے ہیں جس میں معاندین جماعت احمدیہ کے بعض الزامات کا ذکر ہے مثلاً یہ کہ:

معاندین جماعت احمدیہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ دعویٰ منسوب کررہے ہیں کہ بانیٔ جماعت احمدیہ (نعوذ باللہ) خدا تھے، خدا کا بیٹا تھے، خدا کا باپ تھے، تمام انبیاء بشمول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھے۔

☆...... یہ کہ آپ نے شرعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور نئی شریعت لے کر آئے اور قرآن کریم کے مقابل پر احمدیوں کی کتاب تذکرہ ہے جسے وہ قرآن کے ہم مرتبہ قرار دیتے ہیں۔

☆......اور یہ کہ احمدیوں کا کلمہ الگ ہے اور مسلمانوں والا کلمہ نہیں۔ جب احمدی مسلمانوں والا کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے ہیں تو دھوکہ دینے کی خاطر پڑھتے ہیں اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔

☆......اور یہ کہ احمدیوں کا خدا وہ خدا نہیں جو مُحَمَّدرسُول اللّٰہ ﷺ اور قرآن کریم کا خدا ہے۔

☆...... نیز یہ کہ جماعت احمدیہ ملت اسلامیہ کی دشمن ہے۔ عالم اسلام کے لئے ایک سرطان ہے۔

☆......اور یہ کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اکثر پیشگوئیاں اور مبینہ وحیٔ الٰہی جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

☆...... غرضیکہ تمام بنیادی اسلامی عقائد میں احمدیوں کے عقائد قرآن وسنت سے جدا اور الگ ہیں جبکہ جماعت احمدیہ کا یہ اعلان ہے کہ یہ سب کچھ کلیۃً جھوٹ اور افتراء ہے اور ایسے جھوٹ منسوب کئے گئے دعاوی میں کوئی صداقت نہیں اور ہم دونوں مربیان واشگاف اور کھلے کھلے الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ یہ سارے الزامات سراسر جھوٹے ہیں اور ان میں کسی طرح کی بھی کوئی صداقت نہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

یہاں ہم جماعت احمدیہ کے عقائد کا ذکر خود حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے اپنے الفاظ میں کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خداتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خداتعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے"۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۳)

خاکساران

محمد عثمان شاہد — حافظ عبدالرحمٰن

مربی سلسلہ احمدیہ کراچی — مربی سلسلہ احمدیہ کراچی

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ: ابوالمسرور چوہدری)

پاکستان میں کتوں کے کاٹنے کے واقعات بہت زیادہ ہورہے ہیں

(پاکستان): پاکستان بھر میں آوارہ کتوں کے انسانوں پر حملے اور ان کے کاٹنے کے واقعات میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ملک میں ہر سال کتوں کے کاٹنے کے تقریباً ایک لاکھ واقعات ہوتے ہیں جن میں سے تقریباً ۵ ہزار لوگ دوائی بروقت نہ ملنے کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ملک کے اندر تیار ہونے والی نیز بیرون ملک سے امپورٹ کرنے والی Rabies کے لئے ویکسین کی سالانہ کھپت تین لاکھ ۲۵ ہزار ٹیکے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتوں کے انسانوں کو کاٹنے کے واقعات اس تعداد سے کہیں زیادہ ہیں جن کا ہسپتالوں میں اندراج کیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

پاکستان میں خودکشی کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ

پاکستان پیپلز پارٹی کی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ چھ ماہ کے دوران پاکستان بھر میں کم وبیش ۱۲۸۶ افراد نے حالات سے تنگ آکر خودکشی کے ذریعہ اپنی جانیں گنوادیں۔ خودکشیوں کا زیادہ رجحان ملک کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں رہا جہاں مجموعی طور پر ۶۸۲ افراد نے اپنی جانیں گنوادیں۔

☆......☆......☆

برطانیہ میں کوکین کا نشہ وبا کی صورت اختیار کرگیا

(برطانیہ): برطانیہ میں کوکین کا نشہ وبائی صورت میں پھیل رہا ہے۔ وزارت داخلہ کے اعداد وشمار کے مطابق کوکین کے نشے کا وبا کی صورت میں پھیلنے کا پتہ اس بات سے چلتا ہے کہ ۱۹۹۷ء میں ۳۴۰۰ کے مقابلے میں پچھلے سال (۱۹۹۸ء) میں ۴۵۰۰ افراد کو کوکین رکھنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ ایک سروے کے مطابق کوکین بازار میں نہایت آسانی سے اور آج سے پانچ سال قبل کی قیمت سے نصف قیمت پر دستیاب ہے اور لوگوں میں یہ خیال تقویت پارہا ہے کہ کوکین سستا اور آسانی سے دستیاب ہونے والا نشہ ہے۔

☆......☆......☆

امریکی پابندیوں کے باعث بچوں کی شرح اموات میں دوگنا اضافہ

(عراق): اقوام متحدہ کی اقتصادی پابندیوں کے باعث عراق میں بچوں کی شرح اموات ۱۹۹۰ء کے مقابلے میں دوگنا ہوگئی ہے۔ اقوام متحدہ اور عراقی حکام کی طرف سے کئے گئے ۲۴ ہزار گھروں کے سروے کے مطابق خلیجی جنگ کے بعد عراق پر عائد ہونے والی امریکی پابندیوں نے عام لوگوں پر تباہ کن ثرات چھوڑے ہیں۔ اقوام متحدہ چلڈرن فنڈ کی طرف سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق امریکی پابندیوں کے باعث عراقی بچے شدید طور پر متاثر ہوئے ہیں۔

سروے کے مطابق پانچ سال سے کم عمر کے عراقی بچوں میں شرح اموات جنگ سے پہلے ہر ایک ہزار پر ۵۰ تھی جو کہ بڑھ کر اب ایک ہزار پر ۱۳۱ ہوچکی ہے۔

☆......☆......☆

بھارت کی آبادی ایک ارب ہوجائے گی

(بھارت): ۱۵؍اگست کو بھارت چین کے بعد آبادی کے لحاظ سے دوسرا ملک ہوگا جس کی آبادی ایک ارب تک پہنچ جائے گی اور ۲۰۴۵ء تک بھارت چین کو آبادی کے لحاظ سے بہت پیچھے چھوڑ جائے گا۔ بھارتی ٹیلی ویژن کے مطابق واشنگٹن میں قائم ورلڈ واچ انسٹیٹیوٹ میں کہا گیا ہے کہ بھارت کی نصف آبادی اب تک ان پڑھ ہے اور نصف سے زائد بچے بھوک کا شکار ہیں۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

عیسائی گورنر پیلاطوس کی شہادت

حضرت موسیٰؑ کی قیادت میں ہزاروں بنی اسرائیل عازم فلسطین ہوئے۔ راستہ میں آپؑ کی وفات ہو گئی اور آپؑ کو موآب میں دفن کیا گیا اور آپؑ کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون کی قیادت میں یہ قافلہ فلسطین پر قابض ہوا۔ پھر ۳۷۸ سالہ دور میں یہودی سلطنت نشیب و فراز سے دوچار رہی اور پھر حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا زریں عہد آگیا۔ حضرت سلیمانؑ کی وفات پر آپؑ کا نافرمان بیٹا رحبعام برسر اقتدار آیا تو سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا اور دس قبائل کی بغاوت کے ساتھ ملک دو حکومتوں شمالی اور جنوبی میں تقسیم ہو گیا۔ دو سو سال بعد شمالی سلطنت اسوریوں کے ہاتھوں تباہ ہو گئی۔ پھر ڈیڑھ صدی بعد بابل کے بادشاہ نبوکد نضر نے جنوبی سلطنت کو بھی تاخت و تاراج کر دیا اور اہم یہود کو گرفتار کر کے بابل لے گیا۔ قریباً نصف صدی کے بعد شاہ فارس خورس نے بابلیوں کو شکست دے کر فلسطین پر قبضہ کر لیا۔ پھر دو سو سال بعد سکندر اعظم نے فارسیوں کو شکست دی اور فلسطین پر یونانیوں کا قبضہ ہو گیا۔ سکندر اعظم کی وفات کے بعد یہود پر مختلف خاندان حکمران رہے اور آخر ۶۳ ق م میں رومیوں نے فلسطین پر قبضہ کر لیا اور پہلے ایک مقامی رومی خاندان کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ جب اس خاندان نے اپنے رومی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے یہود پر مظالم کے پہاڑ توڑے تو روم کے شہنشاہ نے یہود کا صوبہ براہ راست رومی گورنر کے ماتحت کر دیا۔ حضرت مسیحؑ کی پیدائش کے وقت روم کا بادشاہ قیصر اغسطس تھا اور واقعہ صلیب کے وقت ٹائبرس بادشاہ کی حکومت تھی جبکہ فلسطین کے ایک صوبہ کا گورنر پینطیس پیلاطوس تھا۔

پیلاطوس کی جائے پیدائش نامعلوم ہے۔ بالعموم اس گورنر کا کوئی ذکر رومی تاریخ میں نہیں ہے تاہم صرف ایک رومی مؤرخ Tacitus نے واقعہ صلیب کے ضمن میں پیلاطوس کا ذکر کیا ہے۔ پیلاطوس یہودیہ، سمرنا اور ادومیہ کا دس سال تک گورنر رہا۔ وہ مکمل بااختیار حاکم تھا۔ وہ کسی کی موت کا پروانہ جاری کر سکتا تھا اور سزائے موت پانے والے کو رہا کر سکتا تھا۔ یہود کی عدالتِ عالیہ کے فیصلوں کو تبدیل کرنے کا مجاز تھا۔ ہیکل کے خزانے اُس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ سردار کاہن اُس کی مرضی سے چنا جاتا تھا۔ اُس کے پاس پانچ ہزار فوج تھی جو قیصریہ کی چھاؤنی میں متعین تھی۔

یہود بالعموم پیلاطوس کو ایک ظالم حاکم کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یروشلم کے رواج کے مطابق فوج شہر میں قیصر کی تصویر والے جھنڈے استعمال نہیں کرتی تھی تاکہ یہود کی دلشکنی نہ ہو۔ لیکن پیلاطوس نے اس رعایت کو ختم کر دیا۔ دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ پیلاطوس کے حکم پر ہیکل کے لئے جمع شدہ چندہ کی رقم میں سے ایک نالی کی تعمیر کروائی گئی جس پر یہود بہت سیخ پا ہوئے لیکن پیلاطوس نے بغیر وردی کے سپاہی بھیج کر احتجاجی جلوس کو منتشر کروا دیا۔ اسی طرح ایک واقعہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سامری ایک دفعہ کوہ گرزیم پر اس مقصد کے لئے جمع ہوئے کہ حضرت موسیٰؑ کی مدفون ہڈیاں تلاش کی جائیں مگر پیلاطوس نے فوجی دستہ بھیج کر انہیں کچل دیا۔

یہ تصویر کا ایک رُخ ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پیلاطوس ایک بااصول حکمران تھا جو اپنے فرائض کو پہچانتا تھا اور یہود سے اچھے تعلقات قائم کرنے کا بھی خواہاں تھا۔ چنانچہ مرقس میں بیان ہے کہ وہ عید پر ایک قیدی کو جس کے لئے لوگ عرض کرتے چھوڑ دیا کرتا تھا۔

تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ پیلاطوس پر حضرت مسیحؑ کی صداقت آشکار ہو چکی تھی اور وہ اور اُس کی بیوی درپردہ آپؑ پر ایمان لا چکے تھے۔ چنانچہ جب وہ تخت عدالت پر بیٹھا تو اُس کی بیوی نے اُسے پیغام بھیجا کہ ”تُو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھو“۔ چنانچہ انجیل یوحنا میں بالخصوص اور دیگر اناجیل میں عموماً پیلاطوس کی بار بار کوششوں کا ذکر ہے جو اس نے یہود کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کیں کہ وہ حضرت مسیحؑ کو صلیب دینے سے باز رہیں۔ لیکن جب یہود اپنے بدارادہ سے ذرہ بھر پیچھے نہ ہٹے تو پیلاطوس نے حضرت مسیحؑ کے ایک پیروکار یوسف آرمینیہ اور حکیم نیکودیمس کے ساتھ مل کر یہ منصوبہ بنایا کہ کچھ عرصہ کے لئے حضرت مسیحؑ کو صلیب پر لٹکا دیا جائے مگر خیال رکھا جائے کہ آپؑ مرنے نہ پائیں۔ چنانچہ اُس نے عمداً مقدمہ کو طول دیا اور جمعہ کی سہ پہر آپؑ کو صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ کچھ ہی دیر میں اندھیرا چھا گیا اور ایسا معلوم ہوا گویا غروب آفتاب ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہود نے سمجھ لیا کہ سبت کے دن کا آغاز ہو چکا ہے اور اُنکی شریعت کے مطابق حضرت مسیحؑ کو صلیب سے اتار لیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ صرف دو تین گھنٹے ہی صلیب پر رہے۔

پیلاطوس نے صلیب کی کارروائی نپٹانے کے لئے جس صوبہ دار اور سپاہیوں کو مقرر کیا، اُنہیں بھی ہدایات دی گئیں۔ چنانچہ جب اُسے یہ رپورٹ ملی کہ مسیح مر گیا ہے تو اُس نے تعجب کا اظہار کیا گویا اسے اپنے منصوبے کی ناکامی پر تعجب ہوا۔ لیکن جب صوبہ دار سے حقیقت حال معلوم ہوئی تو اپنی تسلی کر لی اور لاش کو یوسف آرمینیہ کے حوالہ کر دیا۔

جب مسیحؑ کو قبر میں رکھ کر اُن کا علاج شروع ہوا تو پیلاطوس نے یہود کی یہ درخواست رڈ کر دی کہ قبر پر سرکاری پہرہ لگایا جائے۔ پھر پیلاطوس نے جو رپورٹ شاہ روم کو بھجوائی اُس کے آخر میں یہ ذکر کیا کہ واقعہ صلیب کے بعد جو زلزلہ آیا تھا جس میں مسیحؑ کے بہت سے مخالف یہود ہلاک کر دئے گئے تھے، وہ زلزلہ دراصل خدا کا قہری نشان تھا۔

بالعموم یہودی اور عیسائی پیلاطوس کے انجام کو بھیانک شکل میں پیش کرتے ہیں۔ بعض کے نزدیک اُس نے خودکشی کر لی۔ دراصل سلطنت روما کے عیسائی ہونے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کو اُس ظلم سے کسی طرح بچایا جائے جو مقدس مسیح پر ڈھایا گیا۔ اس کا آسان حل یہ نکالا گیا کہ سارے واقعہ کا ذمہ دار پیلاطوس کو ٹھہرا دیا گیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پیلاطوس اور اُس کی بیوی حضرت مسیحؑ کی مرید تھے اور حضرت مسیحؑ کو صلیبی موت سے بچانے کی خاطر پیلاطوس نے جو کچھ کیا، اُس کی پاداش میں اُسے قیصر روم کے حکم سے شہید کر دیا گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”جب قیصر روم کو خبر ہوئی کہ اس کے گورنر پیلاطوس نے حیلہ جوئی سے مسیح کو اس سزا سے بچا لیا ہے کہ وہ صلیب پر مارا جائے اور روپوش کر کے کسی طرح فرار کر دیا ہے۔ تو وہ بہت ناراض ہوا۔ اس مخبری کے بعد فی الفور پیلاطوس قیصر کے حکم سے جیل خانہ میں ڈالا گیا اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ جیل خانہ میں ہی اس کا سر کاٹا گیا اور اس طرح پر پیلاطوس مسیح کی محبت میں شہید ہوا۔“ (تذکرۃ الشہادتین)

اگرچہ ایک عیسائی مؤرخ یوسی بی آس نے پیلاطوس کے خودکشی کرنے کا ذکر کیا ہے لیکن انسائیکلوپیڈیا ببلیکا کا مصنف ذکر کرتا ہے کہ غیر مروجہ اناجیل میں پیلاطوس اور اس کی بیوی کے بے قصور اور عیسائی ہونے کا ذکر بھی پایا جاتا ہے۔

۱۹۲۶ء میں The Lost Books of the Bible کے نام سے مختلف کتب کا مجموعہ شائع ہوا جس میں شامل ایک صحیفے میں لکھا ہے کہ جب گورنر مقدمہ کے سلسلہ میں بادشاہ کے سامنے پیش ہوا تو اُس نے حضرت مسیحؑ کا جبہ زیب تن کیا ہوا تھا۔

پروفیسر S.G.F.Brandon نے حال ہی میں شائع ہونے والی اپنی کتاب The Trial of Jesus of Nozarth میں پیلاطوس کے کردار پر بحث کرتے ہوئے اُس کا بے قصور ہونا ثابت کیا۔ نیز لکھا کہ پیلاطوس پر مقدمہ چلایا گیا اور پھر اسکا سر کاٹ دیا گیا، بے شک اُس نے ایک راستباز اور خدا پرست انسان کی حیثیت سے وفات پائی۔

فی زمانہ یہود بھی عیسائیوں سے بہتر تعلقات کی خاطر یہ تاثر دیتے ہیں کہ مسیحؑ کو صلیب دینے کا واقعہ رومنوں کے ذریعہ اور ان کے قوانین کے مطابق ہوا ہے۔ اس میں یہود کا ہاتھ نہیں ہے۔ چنانچہ یہود انسائیکلوپیڈیا میں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہود کی شریعت کی رو سے ارتداد کی سزا صلیب ہرگز نہیں ہے۔

آغاز عیسائیت میں لوگ پیلاطوس کو مسیحؑ کا سچا پیروکار ہی نہیں بلکہ اپنے اولیاء میں شمار کرتے تھے چنانچہ انسائیکلوپیڈیا بریٹینیکا میں لکھا ہے کہ ابی سینیائی چرچ نے پیلاطوس کو اولیاء کی فہرست میں شامل کر لیا اور ۲۵؍جون کو اُس کی یاد منائی جانے لگی۔ علاوہ ازیں اُس کی بیوی پروکلہ کو یونانی کلیسا کی طرف سے ولیہ (Saint) کا مقام دیا گیا اور اس کی یاد میں ۲۷؍اکتوبر کا دن بطور تہوار منایا جانے لگا۔

یہی بات The Lost Books of the Bible کی کتاب The Death of Pilate کے تعارف میں بیان کی گئی ہے اور پیلاطوس کو ولی اور شہید قرار دیا گیا ہے۔

یہ تحقیقی مضمون مکرم نصیر احمد انجم صاحب کے قلم سے ماہنامہ ”خالد“ جنوری ۱۹۹۹ء میں شامل اشاعت ہے۔

-.....☆.....☆.....☆.....-

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی

حضرت مولوی صاحبؓ کا تفصیلی ذکر قبل ازیں یکم ستمبر و ۶؍اکتوبر ۹۵ء کی اشاعتوں میں اسی کالم کی زینت بن چکا ہے۔ روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲؍جنوری ۹۹ء میں آپؓ کی سیرۃ کا مختصر بیان مکرم عبدالقدیر قمر صاحب نے کیا ہے۔

حضرت مولوی صاحبؓ غیرتِ دینی میں اپنی مثال آپ تھے۔ قرآن کریم سے آپؓ کو والہانہ عشق تھا۔ ایک بار آپؓ نے فرمایا: ”قرآن کریم کیلئے روح ایسی غیرت محسوس کرتی ہے کہ...... اگر قرآن شریف کے سامنے کوئی اور دوسری کتاب پڑھتا ہو تو مجھے ایسا ہی جوش آتا ہے کہ کیوں یہ اس کتاب کو دیکھ رہا ہے۔ کیا کلام اللہ سے بڑھ کر اس کو راحت رساں اور دلچسپ پاتا ہے“۔

یہی عشقِ قرآن تھا کہ جب آپ امریکن مشن سکول میں استاد تھے تو ایک دن عیسائی اساتذہ اور طلبہ سے تبادلہ خیال کے دوران جب کسی نے قرآن کریم کا بائبل سے موازنہ کرتے ہوئے قرآن کریم کے بارے میں دلآزار کلمات کہے تو آپؓ نے اُس کو خوب سرزنش کی۔ جس کے نتیجہ میں آپؓ کو سکول انتظامیہ نے فارغ کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول سیالکوٹ میں آپؓ کی ملازمت کا بندوبست کر دیا۔ اس واقعہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں: ”ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گزری تھی اور دنیا کی عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔ نوکری بھی انہوں نے اسی واسطے چھوڑ دی تھی کہ اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے“۔

قبول احمدیت کے بعد آپؓ حضرت اقدسؑ کی

محبت میں اس قدر محو ہوئے کہ اپنے محبوب امام کی رائے کے خلاف سوچنا بھی کفر سمجھتے تھے۔ آپؓ فرمایا کرتے: "میں جو ۱۸۹۰ء سے یہاں (یعنی قادیان میں) رہتا ہوں۔ خلوت میں جلوت میں ہر حال میں آدھی آدھی رات تک اپنے امام کی گفتگو سنی ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ میری روح نے دھوکہ نہیں کھایا ہے"۔

حضرت مولوی صاحبؓ کو تحریر و تقریر کا زبردست ملکہ تھا۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ کے تقریباً تمام پبلک لیکچر آپ کی زبان سے ہی عوام الناس کے دلوں کی آواز ٹھہرے۔ آپؓ نے نہ صرف کئی لطیف تصانیف تحریر فرمائیں بلکہ حضرت اقدسؑ کی بعض کتب کا ترجمہ کرنے کی سعادت بھی پائی۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کی طرف سے عربی کتب و رسائل کی تصنیف و تقریر کا ایک سبب آپؓ کی فرمائش تھی۔ چنانچہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ "اپنے ابتدائی ایام میں تصانیف میں حضرت صاحب نے کوئی کتاب عربی زبان میں نہیں لکھی تھی بلکہ تمام تصانیف اردو میں یا نظم کا حصہ فارسی میں لکھا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے عرض کیا کہ حضور کچھ عربی میں بھی لکھیں تو بڑی سادگی اور بے تکلفی سے فرمایا کہ میں عربی نہیں جانتا۔ مولوی صاحب بے تکلف آدمی تھے۔ انہوں نے پھر عرض کیا۔ میں کب کہتا ہوں کہ حضورؑ عربی جانتے ہیں۔ میری غرض تو یہ ہے کہ کوہ طور پر جائیے اور وہاں سے کچھ لائیے۔ فرمایا، ہاں میں دعا کروں گا۔ اس کے بعد آپؑ تشریف لے گئے اور جب دوبارہ باہر تشریف لائے تو ہنستے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب میں نے دعا کر کے عربی لکھنی شروع کی تو بہت ہی آسان معلوم ہوئی۔ چنانچہ پہلے میں نے نظم ہی لکھی اور کوئی سو شعر عربی میں لکھ کر لے آیا ہوں"۔

حضرت اقدسؑ کی کتاب "التبلیغ" میں شامل عربی مکتوب بھی حضرت مولوی صاحبؓ کے توجہ دلانے پر ہی "شاہکار" بنا۔ خطبہ الہامیہ بھی آپؓ کی وجہ سے رہتی دنیا تک "معجزہ" بن گیا۔

جب فونوگراف کی ایجاد ہوئی تو حضرت مولوی صاحبؓ کی دلکش آواز میں پہلے سورۃ الانبیاء کا آخری رکوع ریکارڈ کیا گیا پھر آپؓ نے حضورؑ کی اِس نظم کے دو اشعار مترنم آواز میں پڑھے:

آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے

اسی طرح حضور علیہ السلام کا نعتیہ کلام:

عجب نوریست در جان محمدؐ

بھی آپؓ ہی کی آواز میں ریکارڈ کیا گیا۔

حضرت مولوی صاحبؓ کی آخری بیماری کے دوران حضور علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا کہ دو شہتیر ٹوٹ گئے۔ جب ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو حضرت مولوی صاحبؓ کی وفات ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: "بڑے ہی مخلص اور قابل قدر انسان تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی تھی۔ اگرچہ بشریت کے لحاظ سے صدمہ ہوتا ہے مگر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر خوش ہیں۔ اس نے ہماری تسلی کیلئے پہلے سے ہی بتا دیا تھا"۔

کچھ ہی عرصہ بعد یعنی ۳ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ بھی وفات پاگئے۔ ان بزرگوں کے جانشین پیدا کرنے کیلئے حضرت اقدسؑ نے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی جس کی موجودہ شکل جامعہ احمدیہ ہے۔

-......☆......☆......☆......-

مکرم شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸ر جنوری ۹۹ء میں مکرم عبدالسمیع نون صاحب رقمطراز ہیں کہ مکرم شیخ محمد اقبال صاحب اور مکرم شیخ فضل الرحمان صاحب دونوں بھائی یک جان دو قالب تھے اور (۱۹۵۴ء میں جب مضمون نگار نے سرگودھا میں رہائش اختیار کی تو دونوں بھائیوں کو) جماعت احمدیہ سرگودھا کی دینی جدوجہد میں سرگرم عمل پایا۔ اس سے پہلے کمپنی باغ سرگودھا کے جلسہ عام میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے تاریخی خطاب فرمایا تھا تو حضورؓ اور سامعین کی حفاظت کے لئے پراچہ صاحبان نے اپنی قیمتی بسوں کا جلسہ گاہ کے اردگرد ایک حصار بنا دیا اور اس بات کی ذرہ بھر پرواہ نہ کی کہ لاکھوں کی جائیداد کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ربوہ کی آبادکاری کے سلسلہ میں بھی ان سرفروشوں کے کارناموں کی تفصیل تاریخ احمدیت میں محفوظ ہو چکی ہے۔ ان کی بسیں ضلع سرگودھا کے دور دراز راستوں پر چلتی تھیں اور اس زمانہ میں جب دیگر ذرائع مفقود تھے تو جماعتی رابطوں کا ایک بہت بڑا ذریعہ یہی بسیں تھیں جو جماعتی ڈیوٹی کیلئے ہر جگہ جانے کیلئے تیار ہوتی تھیں۔ بعض دفعہ صرف تین چار دوستوں کو لے کر پوری بس سفر پر روانہ کر دی جاتی۔ جبکہ کار تو خدمت دین کے لئے وقف ہی کر رکھی تھی۔

ایک سال دریائے جہلم میں سیلاب آیا۔ حضرت مصلح موعودؓ مری سے واپسی پر خوشاب کے راستے ربوہ پہنچے تو چند گھنٹے بعد دریا میں ایسا خوفناک ریلا آیا کہ سڑک کا راستہ مسدود ہو گیا اور حضورؓ کے قافلے کا ایک حصہ خوشاب سے آگے نہ جاسکا۔ سیلاب کی ہولناکیوں کی خبر تو حضورؓ کو پہنچ گئی لیکن قافلے کی کوئی اطلاع نہیں تھی۔ چنانچہ آدھی رات تک انتظار کے بعد حضورؓ خود عازم سرگودھا ہوئے اور سیدھے پراچہ صاحب کے مکان پر پہنچے۔ خادم نے پراچہ صاحب کو اطلاع دی تو آپ ننگے پاؤں، نیم بیداری کی حالت میں سڑک پر پہنچے اور اپنے محبوب آقا کو آدھی رات کے بعد سڑک پر کھڑے دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ صورتحال معلوم ہوئی تو عرض کیا کہ میرے آقا اگرچہ سیلاب کا پانی بہت چڑھ چکا ہے لیکن ایک بالکل نئی بس جو سب سے زیادہ قابل اعتبار ہے اور ایک ماہر اور وفادار ڈرائیور کو ابھی خوشاب بھجواتا ہوں۔ ...... بعد میں اس قافلے کے بذریعہ ریل ربوہ پہنچنے کی خبر مل گئی۔

محترم پراچہ صاحب ہمیشہ اس ٹوہ میں رہتے کہ کب حضورؓ نے اس راہ سے گزرنا ہے اور پھر ہمہ تن آرزو بنجاتے کہ کسی طرح شرف دست بوسی نصیب ہو جائے۔

محترم پراچہ صاحب کی دینی غیرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے مضمون نگار لکھتے ہیں کہ احمدیہ مسجد نیو سول لائن میں جب ابھی چھپر ہی ڈالا ہوا تھا کہ ایک دن نماز پڑھ کر ہم وہاں بیٹھے ہی تھے کہ مخالفین کا ایک ریلا حملے کی نیت سے مسجد کی طرف بڑھنے لگا۔ اس پر پراچہ صاحب تن تنہا سینہ سپر ہو کر انہیں للکارنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی بارعب شخصیت عطا کی تھی کہ مخالفین نے پسپا ہونے ہی میں عافیت جانی۔

-......☆......☆......☆......-

حضرت امام ابن تیمیہؒ

آپؒ کا نام احمد، کنیت ابوالعباس، لقب تقی الدین اور عرف ابن تیمیہ تھا۔ آپؒ ۱۲۶۳ء میں دمشق کے علاقہ حران میں شہاب الدین کے ہاں پیدا ہوئے جو بہت بڑے عالم اور محقق تھے۔ ابھی آپؒ چھ برس کے تھے کہ تاتاریوں نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اس تباہ کاری سے حران بھی محفوظ نہ رہ سکا اور آپؒ کے والد اپنے کنبہ کو لے کر دمشق میں پناہ گزین ہوئے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ کی باقاعدہ تعلیم کا آغاز دمشق میں ہی ہوا۔ آپؒ بچپن سے بہت ذہین واقع ہوئے تھے۔ ضعیف اور صحیح احادیث کی خوب نشاندہی فرماتے۔ جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد قرآن کریم کا درس دیتے۔ بیس سال کی عمر میں باقاعدہ فتویٰ دینے لگ گئے۔ اکتیس سال کی عمر میں حج کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت امام تیمیہؒ تلوار کے دھنی تھے۔ کئی بار تاتاریوں کو مسلمانوں پر ظلم سے روکنے کیلئے آپؒ نے تلوار اٹھائی۔ کئی بار مسلمانوں کی دادرسی کے لئے آپؒ کو تاتاریوں کے امیر قتلو خان کے دربار میں جانا پڑا۔ ایک بار اُس نے بطور تمسخر کہا کہ آپ نے آنے کی زحمت کیوں اٹھائی، مجھے بلا لیا ہوتا۔ آپؒ نے بلاتوقف فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ بھی فرعون کے دربار میں خود جایا کرتے تھے۔

جب آپؒ نے بدعات کا رد کیا تو آپؒ کے خلاف علماء کی ایک جماعت نے طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ آپؒ خدا کے مجسم ہونے کے قائل ہیں۔ سلطان مصر کے دربار میں آپؒ کا علماء سے مباحثہ کروایا گیا اور علماء کے اکسانے پر آپؒ کو آپکے دو بھائیوں سمیت قید میں ڈال دیا گیا۔ ڈیڑھ سال بعد آپؒ کو قید سے نجات ملی تو آپؒ نے پھر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اسپر علماء نے آپؒ کے خلاف مسلح جلوس نکالے اور حکومت نے آپؒ کو دوبارہ قید میں ڈال دیا۔ پھر آپؒ نے قید خانہ میں ہی اصلاحات کا کام شروع کر دیا۔ چنانچہ آپ کو اسکندریہ منتقل کر کے ایک برج میں قید کر دیا گیا، قتل کرنے اور سمندر میں غرق کرنے کی دھمکی بھی دی گئی۔

۷۰۹ھ میں سلطان ناصر مصر آیا تو اُس نے آپؒ کی رہائی کا حکم دیا۔ آپؒ کا ایک مخالف لکھتا ہے "میں نے ابن تیمیہ سے بڑھ کر فراخ دل، خطا بخش اور بردبار نہیں دیکھا۔ ہم نے آپکی ایذا دہی میں کوئی دریغ نہ کیا لیکن جب آپکو اختیار ملا تو آپ نے ہمیں معاف کر دیا"۔ ۷۱۳ھ میں جب سلطان تاتاریوں کی سرکوبی کے لئے شام روانہ ہوئے تو امام تیمیہؒ بھی اپنے مجاہدین کے ساتھ شام تشریف لے گئے۔ عوام نے وہاں آپؒ کا استقبال کیا لیکن علماء نے بعض مسائل میں اختلاف کی وجہ سے آپؒ کو قید کروا دیا اور آپؒ چھ ماہ قید خانہ میں رہے۔ ۷۲۶ھ میں آپؒ نے قبروں کی زیارت کی بدعت کے خلاف فتویٰ دیا تو آپؒ کو پھر قید کر دیا گیا۔ جب حکام کو پتہ چلا کہ امام نے قید خانہ میں تصنیف کا کام شروع کر دیا ہے تو آپؒ سے قلم و دوات چھین لئے گئے۔ اس پر آپؒ کوئلہ سے تحریریں لکھ کر باہر بھجواتے رہے اور سارا وقت عبادت اور قرآن کریم کی تلاوت میں گزارنے لگے۔ فقہ میں آپؒ حنبلی مسلک کے پیرو تھے۔ ۱۰ر ربیع الاول ۱۳۲۸ء کو ۶۵ سال کی عمر میں آپؒ کی وفات ہوئی۔ اس وقت بھی آپؒ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ پہلی نماز جنازہ قلعہ میں ہوئی دوسری جامع مسجد دمشق میں اور تیسری شہر سے باہر۔ متعدد شہروں میں نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔ روایت ہے کہ جنازہ کے ساتھ پانچ لاکھ افراد تھے۔

آپؒ کی پانچ سو چھوٹی چھوٹی کتب بیان کی جاتی ہیں۔ آپؒ کا ایک قول ہے: "دنیا میں ایک بہشت ہے جو شخص اس بہشت میں نہیں آتا اسے بہشت آخری حصہ میں نہیں مل سکتا۔ مگر میرے دشمن کیا کریں گے، میرا بہشت میرے سینے میں ہے جہاں جاؤں یہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتا"۔

ایک مرتبہ فرمایا: "قید میری خلوت ہے، قتل میری شہادت ہے اور جلاوطنی میری سیاحت"۔

شیخ الاسلام حضرت امام ابن تیمیہؒ کا ذکر خیر مکرم وارث احمد فراز صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹ر جنوری ۱۹۹۹ء میں شامل اشاعت ہے۔

-......☆......☆......☆......-

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۹ر جنوری ۹۹ء کی زینت مکرم چودھری محمد علی صاحب کی ایک غزل کے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:-

بچہ سچا کیوں لگتا ہے
اتنا اچھا کیوں لگتا ہے
تیرا نام لکھوں تو کاغذ
اجلا اجلا کیوں لگتا ہے
اتنے تاروں کے جھرمٹ میں
چاند اکیلا کیوں لگتا ہے
اپنا تو اپنا ہے مضطر
غیر بھی اپنا کیوں لگتا ہے

-......☆......☆......☆......-

ہمیں موصول ہونے والے اخبارات و رسائل میں ہفت روزہ "بدر" قادیان کے بعض پرچوں کے علاوہ ماہنامہ "سَتھیادوتن" کیرالہ (بھارت) جنوری ۹۹ء۔ ماہنامہ "البشریٰ" کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) جنوری و فروری ۹۹ء۔ سہ ماہی "زینب" اوسلو (ناروے) جنوری تا مارچ ۹۹ء۔ رسالہ "طارق" لندن (برطانیہ) جنوری و فروری ۹۹ء۔ ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ جنوری ۹۹ء۔ ماہنامہ "مصباح" ربوہ جنوری ۹۹ء۔ ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ جنوری ۹۹ء۔ شامل ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

03/08/99 - 09/08/99

Please Note that programme and timings may change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 3rd September 1999
22 Jumada al ula 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40	Children's Corner: Tarteel ul Quran No.21
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No. 251 (R)
02.05	Tabarukaat: Speech by Ch. Muhammad Zafrullah Khan Sahib, J/S 1973 (R)
03.00	Urdu Class: Lesson No.16 (R)
04.00	Learning Arabic: Lesson No.9 (R)
04.15	Urdu Adab Ka Ahmadiyya Dabistan (R)
04.55	Homoeopathy Class: Lesson No.62 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner: Tarteel ul Quran, No.21
07.05	Quiz: History of Ahmadiyyat, No.3 (R) Host: Mubashir Ahmad Ayyaz Sahib
07.35	Saraiky Programme: Friday Sermon Rec. 08.05.98
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.251 (R)
09.50	Urdu Class: Lesson No.16 (R)
10.50	Indonesian Service: Tilwat, Wacana Hadith
11.20	Bengali Service: Address to Khuddam,....
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00	Friday Sermon:
14.00	Documentary: from MTA Pakistan
14.20	Rencontre Avec Les Francophones: Mulaqat with French speaking guests
15.20	Friday Sermon: (R)
16.20	Children's Corner: Class from Canada Lesson No.2, Part 2
16.50	German Service: Quran and Bible, more....
18.25	Urdu Class: Lesson No.17 Rec:25.11.94
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.252 Rec: 24.02.97
20.40	MTA Belgium: Children's Class, No.1
21.15	Medical Matters: Health matters
21.45	Friday Sermon: (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)

Saturday 4th September 1999
23 Jumada al ula 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Class from Canada (R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 252 (R)
02.35	Friday Sermon: (R)
03.35	Urdu Class: Lesson No.17 (R)
04.30	Computers for Everyone: Part 13
04.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05	Tilwat, Dars ul Hadith, News
07.00	Children's Corner: Class from Canada (R)
07.20	MTA Mauritius: Classe des Enfants, Pt 12
08.25	Medical Matters: Health Matters (R)
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.252 (R)
10.00	Urdu Class: Lesson No.17 (R)
10.55	Indonesian Service: Various programmes
12.05	Tilawat, News
12.45	Review of the Week
12.55	Learning Danish:
13.25	Computers for Everyone: Part 13 (R)
13.55	Bengali Service: The truth of the Imam Mahdi, welcoming address of Jalsa 1999
14.50	Children's Class: With Huzoor From MTA London
15.50	Quiz: Khutbat e Imam, F/S 28th Nov 1997
16.40	Hikayat e Shereen: Various Stories
17.00	German Service: Schule und dann, more....
18.05	Tilawat, Darsul Hadith, Review of the week
18.40	Urdu Class: Lesson No.18 Rec: 26.11.94
19.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.253 Rec: 25.02.97
21.00	Al Tafseer ul Kabir: Lesson No.56
21.20	Children's Class: With Huzoor (R)
22.35	Q/A With Huzoor (New): from London Rec: 12.08.99, with foreign guests
23.30	Speech: by Mujeeb ul Rehman Sahib From Jalsa Salana Rawalpindhi

Sunday 5th September 1999
24 Jumada al ula 1420

00.05	Tilawat, News
00.40	Quiz: Khutbat e Imam (R)
01.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.253 (R)
02.35	MTA Canada: Various Programmes
03.35	Urdu Class: Lesson No.18 (R)
04.35	Learning Danish: (R)
04.55	Children's Class: With Huzoor (R)
06.05	Tilawat, News, Review of the week
06.55	Quiz: Khutbat e Imam (R)
07.45	Q/A Session: with foreign guests Rec: 12.08.99 (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.253 (R)
09.50	Urdu Class: Lesson No.18 (R)
10.55	Indonesian Service: Various programmes
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese: Lesson No.137
13.10	Friday Sermon: Rec: 03.09.99 (R)
14.10	Review of the Week
14.20	Bengali Service: Various programmes
15.20	Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor, Rec: 10.03.96
16.25	Children's Class: Lesson No.26, Part 2 Rec: 13.05.95
17.00	German Service: Various programmes
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.30	Urdu Class: Lesson No.19 Rec: 27.11.94
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.254 Rec: 26.02.97
20.45	Albanian Prog: Answer to some objections.
21.20	Dars ul Quran: No.1 Rec: 02.02.95
22.50	Mulaqat With Huzoor: Rec. 10.03.96 (R)

Monday 6th September 1999
25 Jumada al ula 1420

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.45	Children's Class: Lesson No.26, Part 2
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.254 (R)
02.20	MTA USA: Musjid Bait ur Rehman
03.05	Urdu Class: Lesson No.19 (R)
04.15	Learning Chinese: Lesson No.137 (R)
04.50	Mulaqat With Huzoor: (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50	Children's Class: Lesson No.26, Part 2 (R)
07.25	Dars ul Quran: Session No. 1, 1995 (R)
08.55	Liqa Ma'al Arab Session No. 254 (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No.19 (R)
11.00	Indonesian Service: Friday Sermon
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Norwegian: Lesson No.32
13.15	MTA Sports: Volleyball Final, Rabwah
14.15	Bangali Service:
15.15	Homoeopathy Class: Lesson No.63 Rec: 23.01.95
16.20	Children's Class: Lesson No.27, Part 1 Rec: 20.05.95
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class: Lesson No.20 Rec: 02.12.94
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.255 Rec: 04.03.97
20.40	Turkish Item: Truth of the Imam Mahdi
21.10	Rohani Khazaine
21.50	Homoeopathy Class: Lesson No.63 (R)
22.55	Learning Norwegian: Lesson No.32 (R)
23.25	Documentary

Tuesday 7th September 1999
26 Jumada al ula 1420

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Class: Lesson No.27, Pt 1 (R)
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.255 (R)
02.15	MTA Sports: Volleyball Final (R)
03.15	Urdu Class: Lesson No.20 (R)
04.20	Learning Norwegian: Lesson No.32 (R)
04.50	Homoeopathy Class: Lesson No.63 (R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.50	Children's Class: Lesson No.27, Part 1 (R)
07.20	Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 27.02.98
08.20	Rohani Khazaine: (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.255 (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No.20 (R)
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Swedish: Lesson No.17
13.00	From The Archives: Friday Sermon Rec: 03.11.89
14.00	Bengali Service
15.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.27
16.05	Children's Corner: Tarteel ul Quran No.22
16.25	Children's Corner: Waqfeen e Nau Session
17.00	German Service: Schone edelsteine, Nasrat.
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.25	Urdu Class: Lesson No.21 Rec: 03.12.94
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.256 Rec: 05.03.97
20.45	Norwegian Service: Contemporary Issues 4
21.10	Documentary: A visit to Gilgat, Pakistan
21.35	Hamari Kaenat: 'Rockets'
22.00	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.27 (R)
23.00	Learning Swedish: Lesson No.17 (R)
23.20	Speech: Seerat Sahaba e Rasool (Saw)

Wednesday 8th September 1999
27 Jumada al ula 1420

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.40	Children's Corner: Tarteel ul Quran No.22
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.256 (R)
02.00	From the Archives: Friday Sermon (R) Rec: 03.11.89
03.00	Urdu Class: Lesson No.21 (R)
04.00	Learning Swedish: Lesson No.17 (R)
04.20	Speech: Seerat Sahaba e Rasool (Saw) (R)
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.27 (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45	Children's Corner: Tarteel ul Quran No.22
07.05	Swahili Service: Friday Sermon, of 02.08.96
08.15	Dars ul Hadith: in Swahili language
08.30	Hamari Kaenat: 'Rockets' (R)
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.256 (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No.21 (R)
10.55	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Spanish: Lesson No.3
13.10	Mulaqat with Urdu Speaking Guests With Huzzor, Rec:16.12.94
14.10	Bengali Service: F/S, Rec: 18.12.98
15.15	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.28
16.15	Children's Corner: Guldasta No.14
16.50	German Service: Reise ins Licht, more......
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30	Urdu Class: Lesson No.22 Rec: 09.12.94
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.257 Rec: 06.03.97
20.35	MTA France: Quiz organised by Lajna
21.05	MTA Lifestyle: Al Maidah
21.25	Durr e Sameen
21.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.28 (R)
22.55	Learning Spanish: Lesson No.3 (R)
23.30	Speech: By Abdur Rasheed Tabassum Sb Topic: Tarbiyyat e Aulad

Thursday 9th September 1999
28 Jumada al ula 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40	Children's Corner: Guldasta No.14 (R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.257 (R)
02.15	Mulaqat with Urdu speaking guests (R)
03.20	Urdu Class: Lesson No.22(R)
04.20	Learning Spanish: Lesson No.3 (R)
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.28 (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50	Children's Corner: Guldasta No.14 (R)
07.25	Sindhi Program: Friday Sermon, Rec: 16.10.98
08.25	Durr e Sameen
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.257 (R)
09.55	Urdu Class: Lesson No.22 (R)
11.00	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic: Lesson No.11
12.55	Tabarukaat: Speech by Maulana Abul Ata Sahib, Jalsa Salana 1963
13.50	Bengali Service: Q/A with Huzoor Rec: 18.04.98, at Atfal Rally
15.00	Homoeopathy Class: Lesson No.64 Rec: 24.01.95
16.00	Children's Corner: Tarteel ul Quran No.23
16.30	Documentary: Exhibition from Rabwah
16.55	German Service: Geschicte des Islam, Quiz
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat.
18.35	Urdu Class: Lesson No.23 Rec:10.12.94
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.258 Rec: 11.03.97
20.35	Speech by Bilal Atkinson Sahib, J/S 92
21.05	Quiz: History of Ahmadiyyat, No.4

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 | Friday, September 3, 1999 | Issue No. 36

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

احمدیت کے علم کلام کے اثرات

ذیل میں مولانا وحید الدین خان صدر اسلامی مرکز کی تین تازہ تحریرات ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں جن سے احمدیت کے علم کلام کی اثر انگیزی کی خوبصورت انداز میں عکاسی ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

(۱)...... "ہندوستان میں ملکی آزادی کی جو تحریک چلائی گئی اس میں اگرچہ علماء بڑی تعداد میں شریک تھے مگر میں اس کو کوئی اسلامی تحریک نہیں سمجھتا۔ اور نہ اس کے لئے جہاد آزادی کے لفظ کا استعمال شرعاً درست سمجھتا ہوں۔ یہ بات میں نے بار بار الرسالہ میں اور اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔ میرے نزدیک آزادی کی یہ تحریک ایک قومی تحریک تھی اور اسی اعتبار سے اس کا جواز ہے۔ اگر پاکستان کی تحریک کے بارے میں یہ مان لیا جائے کہ وہ ایک قومی تحریک تھی نہ کہ کوئی اسلامی تحریک تو اس کے بارے میں بھی میری رائے مختلف ہو جائے گی۔ میں نے بار بار لکھا ہے کہ جن علماء نے انگریزوں کے خلاف سیاسی آزادی کی تحریک چلائی انہیں انگریزوں کے معاملہ میں دعوتی تحریک چلانا چاہئے تھا۔ اسی طرح جن مسلم رہنماؤں نے ہندو مسئلہ کے خلاف علیحدہ پاکستان کی تحریک چلائی ان کے لئے بھی زیادہ صحیح یہ تھا کہ وہ ہندوؤں کے مقابلہ میں دعوت کی تحریک چلاتے۔ میری ایک ہی رائے دونوں قسم کے مسلم رہنماؤں کے بارے میں ہے"۔

(۲)...... "اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اور تبلیغی مذہب کسی غیر مسلم کو مدعو کی نظر سے دیکھتا ہے نہ کہ دشمن یا حریف کی نظر سے، حتی کہ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ دشمن کو بھی امکانی دوست کے روپ میں دیکھو کیونکہ تمہارا حسن عمل اس کو بدل کر تمہارا دوست بنا سکتا ہے۔ (حٰم السجدہ: ۳۴)

(۳)...... آپ حضرت عمرؓ کے واقعہ بیعت کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"دور اول کا یہ واقعہ ایک رہنما واقعہ ہے۔ اس واقعہ سے کئی نہایت اہم سبق معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سبق مختصر طور پر یہ ہیں۔

پہلی بات یہ کہ کوئی شخص اگر مسلمانوں کے پاس آنا چاہے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو بے روک ٹوک آنے کی اجازت دیں۔ خواہ آنے والا قلم لے کر آنے والا ہو یا تلوار لے کر۔ اس معاملہ میں مسلمانوں کی نظر خود اپنے دین کی تسخیری طاقت پر ہونا چاہئے نہ کہ دشمن کی دشمنی پر۔

دوسری بات ہے۔ ان کے بارے میں ہمیشہ پُر امید رہنا، خواہ بظاہر وہ اسلام اور اہل اسلام کے مخالف ہی کیوں نہ بنا ہوا ہو۔ عمر بن الخطاب اس وقت اسلام کے بارہ میں اتنے شدید تھے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " فواللّٰہ ما أری أن تنتھی حتی ینزل اللّٰہ بك قارعة "۔ (۳۶۸) اس کے باوجود اسلام کی فطری صداقت نے عمر کو۔ اس حد تک متاثر کیا کہ وہ اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو گئے۔

تیسری بات حضرت حمزہ کے قول سے معلوم ہوتی ہے۔ یعنی اس کے حربہ سے اسی کو شکست دینا (قتلناہ بسیفه) اس کا مطلب یہ ہے کہ **آنے والا جس طاقت سے مسلح ہو کر آ رہا ہے اسی طاقت کو اس کے خلاف استعمال کیا جانا چاہئے۔ موجودہ زمانہ میں قلم نے تلوار کی جگہ لے لی ہے۔ آج کا حریف علم اور قلم کے ذریعہ اسلام پر وار کر رہا ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ علم اور قلم کے میدان میں اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ تیار کریں تاکہ وہ فریق ثانی کے اپنے ہی میدان میں اس کو شکست دے سکیں"۔**

(ماہنامہ تذکیر لاہور۔ اپریل ۱۹۹۹ء۔ صفحہ ۴۱ تا ۴۷)

☆......☆......☆

پاکستان دشمن مذہبی جماعتیں

ماہنامہ نوائے زندگی لاہور نے اپنی اپریل ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں ایک نوٹ دیا ہے۔ اے کاش کوئی قوی ہاتھ ہمارے محبوب وطن کو اس پیر تسمہ پا اور خوفناک اژدہا سے نجات دلائے جس نے کروڑوں عوام کو زہرناک کر کے رکھ دیا ہے۔ لکھا ہے:

"پچھلے دنوں جماعت اسلامی نے نواز واجپائی ملاقات پر ہنگامہ آرائی کا مظاہرہ کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی یا اس کی قیادت مسئلہ کشمیر کا حل نہیں چاہتی کیونکہ جماعت اسلامی یہ سمجھتی ہے کہ مسئلہ کشمیر کا حال جماعت اسلامی کے لئے سیاسی موت ہے کیونکہ جماعت اسلامی کو وسیع پیمانے پر کشمیر کے نام پر لاکھوں کا فنڈ ماہانہ ملتا ہے اور کئی اسلامی ملک کشمیر فنڈ کے نام پر جماعت اسلامی کو چندہ دیتے ہیں۔ اگر مسئلہ کشمیر حل ہو گیا تو جماعت اسلامی کے نام ملنے والی خطیر رقم سے محروم ہو جائے گی۔ اگر جماعت اسلامی مسئلہ کشمیر کے حل میں مخلص ہوتی تو مسئلہ کشمیر کے لئے نواز شریف کے موقف کی حمایت کرتی۔

اسلام کے نام پر بننے والے ملک **پاکستان کو سب سے زیادہ خطرہ کسی سے ہے تو وہ ان اسلام پسند تنظیموں اور جماعتوں سے ہے جو در پردہ غیر ملکی عناصر کے ساتھ ملک کے ایک فرقے کو دوسرے کے ساتھ لڑانے میں مصروف ہیں۔ امن اور بھائی چارے کا درس دینے والے مولوی ایک دوسرے کے ساتھ لڑانے میں مصروف ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف قتل کے فتوے جاری کررہے ہیں۔**

فلسطین میں اگر اسرائیل نے مسجد میں نماز پڑھنے والوں پر گولی چلائی تو پوری مسلم امہ سراپا احتجاج بن گئی لیکن خود ہمارے گھر کے اندر مساجد پر جو بم پھینکے جارہے ہیں اس سے ہمیں کسی قسم کا شرمندگی کا احساس نہیں ہوتا۔ فرقہ واریت کا زہر معاشرے میں اس قدر پھیل چکا ہے۔ اسلام کے نام پر بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے۔ ابھی لوگوں میں نفرتیں اتنی نہیں بڑھیں لیکن اگر فرقہ واریت کا سلسلہ برقرار رہا اور حکومتی سطح پر اس لعنت پر قابو پانے کے لئے سنجیدہ اور ہنگامی بنیادوں پر کوشش نہ کی گئی تو ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب محلے کی سطح پر مذہبی فسادات ہونگے اور خانہ جنگی کی یہ صورت ملک کو تباہی سے دوچار کردے گی۔

عرصہ دراز سے سنا جارہا ہے کہ فرقہ واریت پھیلانے والی جماعتوں پر پابندی لگادی جائے گی۔ ہر آنے والا حکمران فرقہ واریت کا خاتمہ کا عزم کرتا ہے پھر خود ہی کسی ایک فرقے کی حمایت شروع کر دیتا ہے...... پنجاب کو تخریب کاری کا گڑھ بنانے کی سازش تیار ہے (جس کا ثبوت رائے ونڈ بم دھماکہ ہے) مساجد میں علماء کرام خطبے کے دوران لوگوں کے خلاف نفرت پیدا کرتے ہیں۔ علماء ایک دوسرے کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔ مساجد اور دینی درسگاہوں میں اتنی اسلامی کتب اور قرآن مجید نہیں ہوتے جتنا اسلحہ اور گولیاں ہوتی ہیں۔ اگر سیاسی مفادات کا مسئلہ ہو تو سنی اور شیعہ لیڈر ایک ہی صف میں کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور سیاسی مقصد کے حصول کے بعد دونوں کی مساجد جدا جدا ہو جاتی ہیں۔

پاکستان میں دینی مدارس کی تعداد آٹھ ہزار کے قریب ہے جس میں پنجاب میں موجود مدارس کی تعداد ۲۵۱۲ ہے۔ ان میں سے لاہور میں ۳۲۳، گوجرانوالہ میں ۱۴۰، راولپنڈی میں ۱۶۹، فیصل آباد میں ۱۱۲، سرگودھا میں ۱۴۹، ملتان میں ۳۲۵، ڈیرہ غازی خان میں ۱۴۱۔ اور بہاولپور میں ۸۸۳ مدارس شامل ہیں۔ ان میں دیوبندی ۹۷۲، بریلوی ۱۲۱۶، شیعہ ۱۰۰ اور اہل حدیث ۱۷۴ کے ادارے شامل ہیں۔ ان اداروں میں زیر تعلیم ٹوٹل طلباء کی تعداد ۲۱۸۹۳۹ ہے جن میں دیوبندی ۱۰۰۵۸۸ ہے۔ اور بریلوی ۹۵۱۹۰ اہلحدیث ۱۸۸۸۰ اور اہل شیعہ ۲۰۲۲ ہے۔ ۷۵۔ ۱۹۷۴ء کے دوران دینی مدارس کی تعداد صرف ۸۶۸ تھی جبکہ ان میں اضافہ ۸۵۔ ۱۹۸۱ء کے دوران ہوا۔ ۲۵۱۲ دینی مدارس میں سے ۷۶۴ فرقہ واریت پھیلانے کا موجب بن رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ **پاکستان میں مذہبی جماعتوں کا مستقبل تاریک ہو کر رہ گیا ہے۔ ۱۹۸۸ء کے الیکشن میں مذہبی جماعتوں کو چند نشستیں حاصل ہو گئی تھیں۔ ۹۳۔ ۱۹۹۰ء کے الیکشن کے بعد ان میں کافی حد تک کمی آ گئی۔ حد تو یہ ہے کہ سب سے زیادہ شور مچانے والی جماعت اسلامی کو ۱۹۹۳ء کے الیکشن میں قومی اسمبلی پنجاب سے ایک بھی سیٹ نہ مل سکی اور اسے سربراہ قاضی حسین احمد بھی شکست کھا گئے۔ مولانا احمد نورانی کو کراچی میں شکست ہوئی۔ مذہبی جماعتوں کو عوام نے پارلیمنٹ سے آؤٹ کر دیا"۔**

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔